رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا - جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے
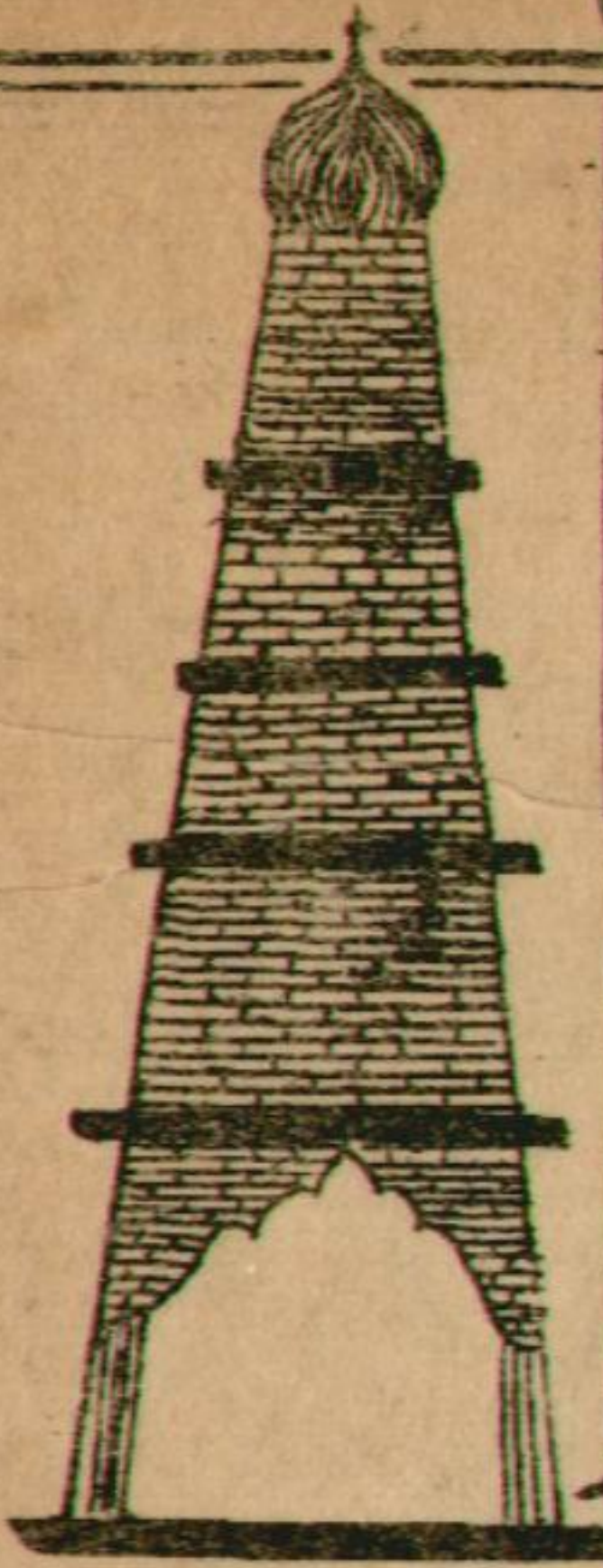
نمبر ۲۲ — ۲۱ - جون ۱۹۱۲ء — جلد ۱۶

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو نمبر حاکمین پیشگی لی جائیگی

عوام سے — ۳ر
خواص سے — ۵ر
ہندوستان سے باہر — ۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے — ۲ر

چہ گوئم بالتو گرانی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی - شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں -

عاشق قرآن کریم حضرت مولٰنا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے دروس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے -

ہدیہ فی پارہ — ایک روپیہ

نوٹ - آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک لئے جاوینگے -

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی بن ابی طالب خدیجۃ الکبریٰ فاطمہ زہرا کی اولاد میں ہونے کی عزت بخشی۔ امام حسین امام زین العابدین امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسل میں ہونیکا شرف بخشا۔ پھر خواجہ محمد ناصر و خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کی ذریت میں پیدا کر کے دلی کے معزز خاندان میں بنایا۔ بیوی معزز شریف اور رحمدل عطا کی۔ بچے نہایت شریف اور اہل کمال اور مؤدب بخشے بیٹی وہ عنایت فرمائی جو قیامت تک بسبب مسیح علیہ السلام کی بیوی ہونے کے معزز اور ممتاز رہے گی اور ام المومنین ہو کر ایک عالیشان قوم کی ماں کہلائیگی۔ نواسے ایسے عطا فرمائے جو ہر ایک آیت اللہ اور نشان عظیم جن کا ثانی ملنا مشکل ہے داماد ایسا دیا جس کا ثانی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں۔ حضرت صاحب سے پہلے عبد اللہ غزنوی سے بیعت کی تھی۔ وہ بھی اپنے وقت کا لاثانی پیشوا تھا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ بعد حضرت صاحب کے جس سے بیعت کی وہ بھی نسب اور علم و عمل اور خصوصاً علم قرآن و حدیث میں یگانۂ آفاق ہے ؎

جو دیا حق نے مجھے اچھا دیا ٭ جو دیا رتبہ مجھے اعلیٰ دیا

الحمد للہ ثم الحمد للہ اب بھی اگر میں مبارک اور لائق مبارکباد نہیں تو اور کون ہوگا۔ احمدی تو مجھے اپنا بزرگ ہی سمجھتے ہیں۔ غیروں سے ہمارا تعلق نہیں وہ جو چاہیں کہیں جو چاہیں سمجھیں میرے اللہ جلشانہٗ نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ اب دوسروں کی عزت افزائی کا میں محتاج نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رتبہ بخشا ہوا اچھا ہوتا ہے یا لوگوں کا۔ لوگ تو غلط راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہتا ہے کبھی وہ پاک پروردگار غلط راہ اختیار نہیں فرماتا۔ وہ تمام اغلاط سے پاک ہے۔ جو اس عالم الغیب کے خلاف کرتا ہے۔ وہ خود سرکش یا بیوقوف ہے اس سے ناراض ہونا بھی حماقت ہے۔ البتہ جو نقص مجھ میں ہیں مجھے ان کا خیال ضرور چاہئے۔ کہ وہ میری عزت کے چاند کے واسطے حکم گرہن رکھتا ہے مجھمیں چند عیب ہیں۔ ایک غصہ زیادہ ہے اور کل

دیمھی آجاتا ہے۔ دوسرے ہر کہ و مہ سے بے تکلف ہو جاتا ہوں۔ تیسرے کینہ وروں کی طرح اندر کچھ نہیں رکھتا۔ ظاہر کر دیتا ہوں اور چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں کرتا۔ جو بات حق ہوتی ہے اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں لوگ اس سے چڑاتے ہیں اور سخت گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور انھیں ہدایت دے۔ جو ان میں سے حقیقی عیب ہے اس سے مجھے پاک کرے۔ آمین۔ لوگ بھی سچے ہیں وہ بسبب دوری کے میرے اور میرے محبوب کے حالات سے واقف نہیں۔ مجھ پر میرا مسیح اس قدر مہربان تھا کہ میری اور اس کی چارپائی میں ایک دیوار فقط حائل ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی رات کو بھی کوئی خواب یا الہام ہوتا تھا تو مجھے بھی سنا دیتے تھے۔ پھر اس کے بعد اور کی نامہربانی کا شکوہ عبث اور ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مجھپر کس قدر احسان ہیں میرے آبا بھی تمام دنیا سے زیادہ معزز و ممتاز تھے اور میرا داماد و اولاد بھی اس زمانہ کے لوگوں سے کس قدر بلند مرتبہ ہیں اب ان سے کمتر لوگوں کی طرف نظر رکھنا اور ان سے کسی چیز کا آرزو مند ہونا اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہیں تو اور کیا ہے۔ کل دنیا تو خدا کو بھی نہیں مانتی رسول سے بھی بے پروا ہے صحابہ و اہلبیت کو گالیاں دیتی ہے۔ اللہ و بس باقی ہوس۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میرا مولا مجھے سچا ایمان عطا فرماوے اور پکا مسلمان کر کے مارے اور اپنے پاس سے عزت اور جاودانی دولت بخشے۔ آمین۔ و للہ العزت و لرسولہ و للمومنین و لکن المنافقین لا یعلمون و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ناصر نواب قادیان ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا سفر لاہور

(اجمالی بیان)

تقریب سفر جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ۱۵۔ جون ۱۹۱۲ء کو لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ایفا تھا جو آپ نے اپنے ایک خادم شیخ رحمت اللہ صاحب سے کیا تھا

اس غرض کے ساتھ آپ نے یہ نیت بھی کی تھی کہ لاہور میں اپنی جماعت کو خصوصیت سے نصیحت فرمائینگے اور بعض امور میں جو اختلاف ہو جاتا ہے اسکو مٹانے کی للہی کوشش کرینگے اور اگر موقعہ ملا تو تبلیغ حق بھی کریں۔ ان پاک اغراض کو لیکر آپ نے اس شدت گرما اور ضعف و علالت میں لاہور کا سفر گوارا کیا یہ ایک عملی تعلیم تھی قوم کے لئے استقلال۔ ہمت عزم صحیح اور تبلیغ حق اور عام نفع رسانی کے لئے سچا جوش پیدا کرنے کی ٭

روانگی سے پہلے آپ کی نصیحت خدام قادیان کو چونکہ شیخ صاحب نے چند مخصوص دوستوں کو مدعو کیا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی جماعت کو نصیحت کرنی پڑی کہ کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے۔ ورنہ میں وہاں پہنچکر اپنے سید و مولا آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کر دونگا۔ کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں مدعو تھے اور ایک شخص زائد چلا گیا تو آپ نے وہاں پہنچکر اس کے

منسلک فرمایا کہ ہمارے ساتھ نہیں۔

گویا اس سے حضرت **خلیفۃ المسیح** قوم میں **خودداری** اور **سیلف ریسپکٹ** کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں آپ نے یہانتک فرمایا کہ میری بیوی جاتی ہے میں اسکو بھی دوسرے مکان میں ٹھہراؤنگا اور میں جائز نہیں رکھتا کہ وہ بن بلائے ان کی مہمان ہو۔ یہ بات آپ نے خدانخواستہ کسی رنج سے نہیں کہی بلکہ اس **خودداری** اور **حمیت** اور نبی کریم کے طرز عمل کی بنا پر جس کے آپ گرویدہ ہیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر میرے **اختیارات میں ہوتا تو میں تم سب کو ساتھ لیجاتا**۔ اس سے اس **محبت** اور **تعلق شدید** کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اپنی قوم کے ساتھ ہے۔ جہانتک میں سمجھا ہوں اس امر میں اگر کوئی چیز روک تھی تو وہ صرف **دعوتی خط** تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے کہ **غیر مدعو لوگ** جائیں۔ اس سے وہ قوم کو اخلاقی سبق دینے کے خواہشمند تھے

خاکسار ایڈیٹر الحکم چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں میں ساتھ رہنے کی عزت حاصل کر چکا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے سفر **ملتان** سے واپس آکر پوچھا تھا کہ تم کیوں نہیں گئے تھے اور مجھ سے کیوں نہیں پوچھا تھا۔ اس بنا پر میں نے حضرت سے اس سفر میں ہمرکاب ہونیکی اجازت چاہی جو آپ نے عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی دوسرے موقعہ پر ایک اور شخص کے اجازت مانگنے پر فرمایا کہ میں نے صرف ایک شخص کو اجازت دی ہے اور میں اس کا **خرچ** اپنی جیب سے دونگا۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے مجھ پر پہلے ہی بے انتہا احسانات ہیں۔ یہ واقعات میں نے ایک خاص غرض سے لکھے ہیں۔

جماعتوں کے لئے قابل غور

اور وہ یہ ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** ایک شخص ہے مگر وہ امّتہ ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو امّتہ کہا گیا ہے۔

اس لئے ایسے موقعہ پر ہر شخص کو خیال ہوتا ہے کہ ساتھ جاوے۔ گو شرعاً ایسی **قیود ممنوع** نہیں بلکہ عہد نبوی میں اس کا پتہ ملتا ہے تاہم جہاں **قیود** کا جواز ہے وہاں احمدی پبلک کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

قادیان سے روانگی

۱۵ کی صبح کو بعد نماز فجر حضرت **خلیفۃ المسیح**۔ مولوی صدرالدین۔ صاحبزادگان صاحب اور بعض خدام پہلے بٹالہ پہنچ گئے۔ اور نصف قافلہ پیچھے رہ گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یکہ کا ایک پہیہ ٹوٹ گیا۔ جس کی وجہ سے دیر ہوئی۔ اور دوسرا قافلہ لاہور چار بجے کے بعد پہنچا۔

لاہور میں ورود

میں یا برادرم صادق ورود لاہور کے موقعہ پر موجود نہ تھے۔ بلکہ پیچھے پہنچے اس لئے وہاں کی چشم دید کیفیت عرض نہیں کر سکتے۔ تاہم جو سنا وہ یہ ہے کہ تمام جماعت سٹیشن پر موجود تھی اور سب نے نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ اپنے **امام** کو **خیر مقدم** کہا اور یہ سارا جلوس **احمدیہ بلڈنگز** میں جا ٹھہرا۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے اور باقی احباب دوسرے مکانات میں جہاں جس کو موقعہ ملا۔ اسی موقعہ پر بیرونجات سے بھی ایک معقول تعداد دوستوں کی جمع ہو گئی تھی۔ ان سب کے لئے احمدیہ بلڈنگز کا احاطہ اور مسجد کا صحن **مہمان سرائے** تھا۔ ان دوستوں کی **دعوت** کا انتظام وہیں تھا۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے عیال اپنی ہمشیرہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے قادیان میں اپنا منشاء ظاہر فرما دیا تھا۔ لیکن جب احباب لاہور کو اس **غلط فہمی** کا علم ہوا تو انہوں نے مکرر عرض کر کے والدہ عبدالحی کو ڈاکٹر صاحب کے مکان میں فروکش ہونے کی درخواست کی جو منظور ہوئی۔ مہمانوں کی آسائش کے لئے جماعت لاہور نے ممکن احتیاط سے کام لیا جو قابل شکرگذاری ہے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے ہاں فروکش ہوا۔ جہاں حضرت **ام المومنین** بھی فروکش تھیں

آپ نے یہی **نیت** فرمائی تھی کہ میں جماعت کے لوگوں کو کچھ نصائح کروں اور ان میں جو کمزوریاں اور غلطیاں ہیں ان کی اصلاح پر توجہ کرونگا۔ اسٹیشن پر احباب موجود تھے بابو صفدر جنگ صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور ان لوگوں کی تحریک اور خواہش پر بعد عصر آپ نے **سورۃ العصر** پر ایک لطیف اور نئی تقریر فرمائی۔ جو بالکل مناسب وقت تھی۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** کو اس امر کا افسوس رہا کہ جماعت نے فائدہ نہ اٹھایا۔ آپ کی خواہش تھی اور زبردست خواہش تھی کہ آپ خاص جماعت کو ایک ارشاد فرمائینگے مگر بدقسمت جماعت جس کے لئے اس قدر شدید گرمی میں جو ۶ بجے ہوتی ہے ان کے **بیمار ضعیف** امام نے سفر کیا۔ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ بعض حضرت کی روانگی سے پہلے ہی اجازت لیکر رخصت ہوئے۔ میرے خیال میں یہ ان کی **بے ادبی** ہے اور انھیں اس کے لئے تلافی کی کوشش کرنی چاہئے **نورالدین** (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کو ایسی باتوں کی قطعاً پرواہ نہیں۔ وہ کسی کے سلام اور ادب کا خواہشمند نہیں۔ مگر **ایمانی رنگ** میں یہ کمزوری اور **سوء ادبی** ضرور ہے۔ پس ان لوگوں کو اس کی تلافی کرنی چاہئے۔ مشیت ایزدی ہی یہ تھی کہ جماعت **امرتسر** ان فیوضات سے محروم رہے جو اس وقت نازل ہونے کو تھے۔ اس حکمت سے تعف **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا**۔ بہرحال یہ امر سخت افسوس کا موجب ہوا حضرت نے خود اظہار افسوس کیا رات کو دس بجے کے قریب وہاں سے بٹالہ پہنچے۔

بٹالہ

اور رات کو بٹالہ قیام فرمایا۔ صبح کو آپ کا ارادہ قادیان آنے کا تھا مگر جماعت کے اصرار پر آپ نے قیام فرمایا۔ اور ۱۸۔ جون کو

رہے۔ باقی خدام قادیان روانہ ہوئے اور حضرت ۱۹ کی صبح کو قادیان پہنچے۔ منشی عبدالعزیز ممبر ولد بٹالہ سے کچھ گفتگو ہوئی۔ ہماری بدقسمتی کہ ہمکو وہاں سے چلے آنے میں غلط فہمی واقعہ ہوئی۔ وہ اسطرح کہ برادرم رشید اور مولوی صدرالدین صاحب نے فرمایا کہ حضرت نے حکم دیا ہے کہ سب احباب چلے جاویں اور ہم بعض ان کے ارشاد پر چلے آئے۔ حالانکہ ہمارا فرض یہ تھا کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح سے اجازت لیتے۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا۔

ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور میاں رشید یا مولوی صدرالدین صاحب کو پیام رسانی میں معذور سمجھتے ہیں۔

بٹالہ میں رات کو ریلوے سٹیشن سے شہر تک جانے میں حضرت کو کو بحد تکلیف ہوئی مگر **قوم کی محبت** اسی کشاں کشاں لیگئی۔ اور نہ صرف لے گئی بلکہ دوسرے دن وہ اس تمام تکلیف کو بھول کر ان کے نفع اور فائدے کے لئے **وہاں قیام کرنے پر بھی خوش** ہوا۔ یہ جذبہ ہے عام نفع رسانی کا اور یہ ایک جوش ہے جو اس کے سینہ میں موجزن ہے۔ کہ کسی کو فائدہ پہنچ جاوے۔ بہرحال یہ سفر ۱۵۔ جون سے شروع ہوکر ۱۹۔ جون کو قبل دوپہر ختم ہوگیا۔

قادیان

اور ۱۹۔ جون کو آپ نے سفر کی کوفت اور تکلیف کی پرواہ نہ کرکے **درس** کا سلسلہ پھر شروع فرمادیا۔ قادیان آپ کے دم سے **پھر دارالامان** اور **تجلیات الٰہیہ** کے فیضان کا محل ہے اللھم زد فزد

حضرت خلیفۃ المسیح بااسجد مسرت

حضرت خلیفۃ المسیح جب احمدیہ بلڈنگز میں پہنچے اور آپ نے وہاں کی شاندار مسجد کا معائنہ کیا تو بحد مسرور ہوئے۔ لاہور میں احمدی جماعت کی ایک نہیں بلکہ دو پرانی مسجدیں چلی آتی تھیں۔ ایک گمٹی کی مسجد اور ایک لنگے منڈی میں مولوی رحیم بخش مرحوم کی مسجد تھی۔ مولوی رحیم بخش کی وفات اور میاں **چراغدین** صاحب کے خاندان کے مکانات کی تبدیلی کی وجہ سے وہ مسجد بھی جاتی رہی یا کم ازکم آباد نہوئی۔ اور گمٹی کی مسجد کا ایک مقدمہ شروع ہوا۔ اور وہ بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ کیونکہ سنا ہے کہ اس مسجد کے متعلق ایک باہمی سمجھوتہ ہوگیا تھا کہ انجمن اسلامیہ ایک رقم احمدی جماعت کو ایک مسجد جدید تعمیر کرنے کو دیگی۔ معلوم نہیں وہ روپیہ دیا گیا یا نہیں۔ مگر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک مسجد کھڑی کردی۔ جسنے حضرت **خلیفۃ المسیح** کو بحد مسرور کیا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کو کونسی چیزیں خوش کرسکتی ہیں۔ آپنے اس خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور جماعت کے لئے بڑی دُعا کی اور فرمایا کہ میری دعا عرش تک جا پہنچتی ہے۔ غرض اس **مسجد** نے آپ کے قلب پر خاص اثر ڈالا۔ آپ نے فوراً نفل پڑھے اور کھڑے ہوکر بعض نمازیں اپنی امامت سے پڑھائیں۔ جماعت لاہور نے نہایت **اخلاص** اور **محبت** کا اظہار کیا جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین نے **قدر** اور **تعریف** کے لائق پایا اور اسے پبلک میں سراہا۔ یہ امر جماعت لاہور کی خوش قسمتی کا باعث ہے اور اس پہلو سے جماعت **لاہور مبارکباد** کی مستحق ہے

بنیادی اینٹ کی تقریب

پہلے خیال تھا کہ یہ تقریب جس کے لئے یہ سفر کیا گیا تھا ۱۷۔ مئی ۱۹۱۲ء کو ہوگی۔ مگر راستہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کو یہ تحریک ہوئی کہ آج ۱۵۔ مئی کو یہ تقریب ادا ہوجاوے۔ چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب کو بتا دیا گیا اور انھوں نے فوراً ۶ **بجے شام** کے اس تقریب کا ادا کیا جانا قرار دیا اس موقعہ پر احمدی جماعت اپنے امام کے ساتھ موجود تھی۔ اس تقریب پر جو کارروائی اور تقریر ہوئی وہ دوسری جگہ درج ہے۔

عورتوں میں تبلیغ

۱۶۔ کی صبح کو بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ **صاحبزادہ** صاحب احمدی جماعت کا خاص جلسہ کرکے **ایک تقریر** ضرور کریں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمد احمد صاحب نے ۹ بجے دن کے احمدیہ مسجد میں ایک تقریر فرمائی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جن آیات پر صاحبزادہ صاحب نے ۹ بجے تقریر فرمائی انھیں آیات پر حضرت **خلیفۃ المسیح** نے صاحبزادہ صاحب کے بعد اسی مقام پر ایک تقریر فرمائی اور جو **نکات** حضرت صاحبزادہ صاحب نے بیان فرمائے جس سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیان اور فہم قرآن کی تائید ہوئی۔ یہ دو تقریریں اپنی اپنی جگہ درج ہونگی۔ انشاءاللہ العزیز حضرت **خلیفۃ المسیح** کی تقریر کے جو نوٹ میں نے لئے تھے اس کو شائع کرنے کے لئے **لاہوری احباب** نے وہ نوٹ مجھ سے نقل کرنے کے لئے لئے تھے اور ان کو نقل بھی کرلیا ہے۔ مگر میری دانست میں وہ تقریر **ادھوری** اور **ناقص** ہوگی جبتک میں خود اسے مرتب کرکے حضرت خلیفۃ المسیح کو **اصلاح** سے شائع نہ کروں۔ اس لئے جو نوٹ میں نے لئے ہیں وہ میں نے اپنے اس طرز پر لئے ہیں جو تقریروں کے قلمبند کرنے کا میں نے اختیار کر رکھا ہے۔ دوسرے لوگ اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بہرحال اس تقریر کو میں نے اسی اخبار میں دینے کی کوشش کی ہے حضرت **خلیفۃ المسیح** کو اس اثناء میں جبکہ صاحبزادہ صاحب لیکچر دے رہے تھے **عورتوں میں تبلیغ** کا موقعہ ملا۔ اور جب تک آپ لاہور میں رہے دونوں دن برابر تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور مستورات نے خوب فائدہ اٹھایا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ والدہ عبدالحی نے بھی اس سفر میں **تبلیغ** کے کام میں اپنے واجب الاحترام شوہر کو مدد دی

وقتاً فوقتاً مستورات میں اُنھوں نے سلسلہ تبلیغ کو جاری رکھا جس سے ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی اہلیہ نے خصوصاً فائدہ اُٹھایا

حضرت خلیفۃ المسیح کے پبلک لیکچر

حضرت خلیفۃ المسیح کے دو پبلک لیکچر ہوئے ایک ۱۶ جون کی شام کو اور ایک ۱۷ کی صبح کو۔ دونوں ایام میں حاضری معقول تھی گو لاہور جیسے شہر کے لحاظ سے کم تھی اور اس کی وجہ اشتہار کا تنگ وقتیں شائع ہونا شاہدرہ کا میلہ اور کئی جگہ لیکچروں کا ہونا ہو سکتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے ان تقریروں میں جو کچھ بیان فرمایا وہ ان تقریروں سے معلوم ہو جائیگا انشاءاللہ العزیز۔ اس کے علاوہ سارا دن مختلف لوگ آتے اور مختلف رنگ میں آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ طبی مشورہ بھی بہت سے لوگوں نے اُٹھایا مجھے یہ دیکھ دیکھ کر عجب مزا آتا جب میں دیکھتا کہ ایسے لوگ آپ کے پاس آتے تھے جو قطعاً قادیان پہنچنے کے قابل نہ تھے۔ تب میں سمجھتا کہ محض اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو یہاں بھیجا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایمانی غیرت کا عجیب واقعہ

ایڈیٹر زمیندار ۱۵ جون کو حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ میں اس وقت موجود نہ تھا۔ مگر مولوی صدرالدین صاحب کی روایت سے جو کچھ معلوم ہوا وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایمانی غیرت و حمیت کو ظاہر کرنے والا عجیب واقعہ ہے

ایڈیٹر زمیندار کو بعض دوستوں نے دو تین مرتبہ پیش کیا اور حضرت سے انٹروڈیوس کرانا چاہا۔ مگر آپ متوجہ نہوئے۔ پر نہوئے۔ آخر ایڈیٹر زمیندار نے خود سلسلہ کلام چھیڑ کر آپ سے گفتگو کا ڈھنگ ڈالا۔ مگر آپ نے نہایت مختصر سے جواب پر ٹالدیا میں جانتا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض نعوذ باللہ یہ نہ تھی کہ وہ کسی کی حقارت کریں اس لئے کہ جو شخص قدرت نے ایسے کام کے لئے بھیجا ہو کہ نوع انسان کو نفع پہنچائے اور جو کسی کے سلام تک روادار نہیں وہ دوسروں پر اپنے تفوق اور نمائش کا دلدادہ نہیں۔ اس کو کسی کی حقارت سے کیا غرض؟

اصل بات یہ ہے کہ فاروقی حمیت کے ساتھ ایمانی غیرت ہے۔ ایڈیٹر زمیندار نے نقاش کے رنگ میں نہایت مکروہ اور دلخراش مضامین لکھ کر ہمارے آقا کی توہین کی اور سلسلہ کی ہنسی اُڑائی۔ بس وہ گالیاں سُن کر ایمانی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ ایسے شخص سے خطاب ہو اور اسکو اس عزت کی نظر سے دیکھا جاوے بہرحال آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ جب میں نے مولوی صدرالدین سے یہ واقعہ سُنا تو مجھے حضرت مسیح موعود کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔

حضرت مسیح موعود کا ایک واقعہ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا

سنہ ۱۸۹۳ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروزپور سے تشریف لا رہے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم انھیں ایام میں رکھا لوالہ میں محکمہ نہر میں کام سیکھتا تھا۔ اور حضرت اقدس کی واپسی تک رائے ونڈ تک ساتھ آیا۔ رائے ونڈ سٹیشن پر حضرت اقدس نے ازراہ مہربانی فرمایا کہ "تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو" میں لاہور تک ساتھ آیا۔ ریلوے سٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ عصر کی نماز کے لئے حضرت مسیح موعود وضو کر رہے تھے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو لیکھرام آریہ مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا۔ مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سُنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ وہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر حضرت اقدس کو سلام کیا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے مکرر پھر کہا آخر کچھ منٹ تک وہ یوں ہی کھڑا رہا۔ حضرت نے جواب تک نہ دیا۔ وہ چلا گیا کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اسکا سلام لوں۔ غرض آپ نے رنج کا اظہار فرمایا اسی رنگ کا واقعہ یہاں پیش آیا۔ حقیقت میں جبتک جماعت کے اندر ایسی غیرت و حمیت پیدا نہو جماعت میں وہ روح نہیں پیدا ہو سکتی جو ایک مغلوب جماعت کیلئے ضروری ہے۔

دوسرے دن پھر ایڈیٹر زمیندار نہیں آیا۔ ہاں تیسرے دن اس نے آکر آپ کی تقریر کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ صاف کر دیا جاوے جس پر آپ نے فرمایا کہ تم نے کبھی کوئی جماعت نہیں بنائی وہ چاہتا تھا کہ سلسلہ کی خصوصیتوں کو مٹادے کیا نادان ہے کہ ایسے امور اس شخص کے سامنے پیش کرتا ہے جو سلسلہ کے شیرازہ کا اصل دھاگہ ہے جو سلسلہ کی خصوصیات کو قائم رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح جس قدر وقت لاہور میں گذرا وہ تبلیغ اور عام نفع رسانی میں گذرا ۱۷ کو

امرتسر کو روانگی

۳ بجے امرتسر کو روانہ ہوئے امرتسر میں آپ نے چند گھنٹہ ٹھہرنے کا وعدہ فرمایا اور غرض محض تبلیغ حق تھی

حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ) کی پہلی تقریر

(خاص جماعت کی اصلاح اور تربیت کے لئے)

(حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اصلاح و تصدیق سے شائع ہوئی)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہٖ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذٰلک یبین اللہ لکم اٰیٰتہٖ لعلکم تھتدون ۝ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ۝ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولٰئک لھم عذاب عظیم ۝

لیکچراروں کی تقسیم اور اپنا منصب | مجھے باتیں بنانی بھی آتی ہیں

اور بولنا بھی آتا ہے اور مختلف مضامین پر بول سکتا ہوں مگر مجھے بڑی سہولت ہے کہ مجھے ایک ہی مضمون پر بولنا پڑتا ہے۔ دُنیا میں لوگوں کو بڑے بڑے مضامین کی ضرورت ہوتی ہے اور انہیں بہت سی ضرورتیں بولنے کی پیش آتی ہیں۔ ایک آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا دماغ ایسا بنایا ہوتا ہے کہ وہ سیاست پر گفتگو کرتا ہے اور تمام دُنیا کی سلطنتوں کے سیاسی اصولوں سے واقفیت رکھکر بولتا ہے۔ اور تمدن یعنی حفاظت۔ خودداری اور دوسروں کو کمزور کرنے کے اصولوں پر بولتا ہے۔ ہماری سلطنت ہندوستان میں تو ہی نہیں۔ باہر اگر کچھ ہے تو اس کے لئے بھی آوازیں آرہی ہیں کہ یہ بھی دیدو۔ پس نہ ہمارے حکمران اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ اور نہ ہماری موجودہ حالت اجازت دیتی ہے کہ سیاسی امور میں ہم دخل دیں اور ان پر بولیں۔ بہت لوگ تمدن پر لیکچر دیتے ہیں کہ کس طرح شہریت ہو اور کبھی تمدن کی ان شاخوں پر بحث ہوتی ہے۔ کہ شہریت کے بعد شہر میں کیونکر گزارہ کریں۔ اور کبھی دولت۔ تجارت اور حرفوں کے متعلق بولتے ہیں اور کبھی مادی ترقی اور اقتصادی امور پر بولتے ہیں اور کبھی حفظان صحت پر لیکچر دیتے ہیں۔ کبھی حکام سے تعلقات اور اپنی ملکی اور مقامی ضروریات پر بولتے ہیں۔ کبھی ہمسایہ اور دوسری قوموں پر بڑھنے کی تجاویز کے متعلق بولتے ہیں۔ غرض مختلف قسم کے لیکچرار ہوتے ہیں اور ان کی اغراض اور موضوع مضامین الگ ہوتے ہیں۔ پھر اسی لحاظ سے مختلف قسم کے اخبارات ہوتے ہیں۔ ان اخبارات نے اپنے اپنے مقاصد کے لحاظ سے کچھ فرض۔ سُنت واجب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت کے سنن اور فرائض اور واجبات نہیں ہوتے بلکہ ان کے اپنے ایجاد کردہ ہوتے ہیں۔

مگر

میرا بیان ان سب سے علیحدہ ہے۔ میرا دماغ خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ میں مختلف قسم کے مضامین پر بول سکتا ہوں اور خوب بول سکتا ہوں۔ میں اپنی جگہ امور سیاست پر بھی غور کرتا ہوں اور خوب غور کرتا ہوں اور خیالی لذت قرآن کریم کی سیاسی آیات سے اُٹھالیتا ہوں۔ کبھی تجارت حرفت اور حفظان صحت پر غور کرتا ہوں اور قرآن کریم کی ان آیات پر غور کرتے کرتے دور چلا جاتا ہوں جو ان اصولوں کو اپنے اندر رکھتی ہیں۔

میں کبھی فنون جنگ پر بھی سوچتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت نے ایسی گروہ تیار کردی تھی کہ جب لڑائی کو جاتے تھے۔ تو ساٹھ ہزار کے مقابلہ میں ۳۰۰۰۰ کافی ہوتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظام تھے۔

اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ | ایک جنگ میں خالد بن ولید اور ضرار

تھے ضرار دُشمنوں کے ہاتھوں میں قید ہوگئے۔ خالد کو ان کے قید ہونے کا سخت رنج ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ۳۰۔ آدمی ساٹھ ہزار کے لئے کافی ہیں اور عبیدۃ بن جراح نے کہا کہ ۶۰۔ آدمی لے جاؤ۔ حالانکہ مخالفوں کا کمانڈر انچیف ۵ لاکھ لیکر مقابلہ پر تھا۔ خالد بن ولید کو ضرار کی قید کی خبر سُنکر نیند نہ آئی۔ حضرت عبیدۃ سے کہا کوئی ایسی بات ہو کہ میں ضرار کو چھڑالاؤں۔ رات بھر دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی قبولیت کو یوں رنگ دیا کہ ہرقل کی افواج کے کمانڈر انچیف ماہان نے کہا کہ مسلمان ہر روز مقابلہ کرتے ہیں اور ہم کو شکستیں ہوتی ہیں۔ ان شکستوں سے بھی بدنامی ہوتی ہے۔ پھر کیوں دھوکہ سے ان کے چیدہ افسروں کو قتل نہ کردیں۔ اس دھوکہ سے قتل کرنے پر بھی بدنامی تو ہوگی۔ مگر شکستوں کی بدنامی کے مقابلہ میں ہم کو اس بدنامی کو اختیار کرنا چاہئیے۔ چنانچہ اس نے اپنے مشیروں سے مشورہ کے بعد خط لکھا کہ خالد بن ولید اور فلاں فلاں پانچ آدمی جو اسلامی لشکر کے منتخب افسر اور بہادر ہیں۔ ان کو آپ بھیجدیں تاکہ آپ کے لائق آفیسروں سے صلح اور امن کی گفتگو کریں اور تجویز یہ تھی کہ صلح اور امن کی گفتگو کے بہانہ سے انہیں بلائیں اور جب وہ یہاں آئیں تو انہیں قتل کردیں۔ اس تجویز کے بعد ابو عبیدۃ کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ انہوں نے تو یہ تجویز اپنی کامیابی کے لئے ایک زبردست منصوبہ سمجھی تھی مگر میں اس کو ان دعاؤں کی قبولیت کا کرشمہ سمجھتا ہوں۔ میں دعاؤں کا بہت معتقد ہوں۔ میں بڈھا ہوگیا اور میرا یہ ایمان بڑھتا جاتا ہے۔ غرض جب اسلامی فوج کے ان عہدہ داروں کی طلبی کے لئے آدمی پہنچا تو ابو عبیدہ نے ذکر کیا کہ ماہان پانچ آدمی بلاتا ہے۔ خالد نے کہا ہم ضرار کی رہائی کی دعا کرتے رہے ہیں۔ شائد اسی تجویز سے ضرار چھوٹ جاوے خالد نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر سو آدمی جاویں۔ شاید ضرورت پڑ جاوے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ تو صرف مشورہ چاہتا ہے۔ مگر خالد نے کہا کہ خواہ مشورہ ہی ہو۔ سو کے جانے میں حرج ہی کیا ہے۔ خالد نے سو آدمی ساتھ لئے اور ان کو کہا کہ ہر وقت چوکس رہنا اور دوسرا کام یہ کرنا کہ پھرتی سے ماہان کو گھیر لینا۔ پھر دیکھا جاویگا۔ چنانچہ اس تجویز کے موافق جب وہاں گئے۔ تو خالد کے ساتھ سو آدمی تھے ماہان نے کہا کہ ہم پسند نہیں کرتے کہ سو آدمی آویں مگر ادھر سے خالد نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے واسطے نہیں آئے۔ قرآن کریم میں حکم ہے وامرھم شوریٰ بینھم۔ اس لئے میں ان کو یہاں لایا ہوں۔ کہ اگر مشورہ کی ضرورت پڑ جاوے تو باہم مشورہ کرلیں فریق مخالف نے پھر روکا اور اعتراض کیا کہ صرف خالد کی

طاقت کا نشان ہے مگر پھر کہا گیا کہ اس جماعت کو صرف ضرورت مشورہ کے لئے لایا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر ہتیار پہن کر تم آویں مگر خالد نے کہا کہ ہتیار تو صرف ہمارا لباس ہے ہم ننگے کس طرح باہر آسکتے ہیں۔ آپ یہ اندیشہ کیوں کرتے ہیں کہ جنگ میں سو آدمی اتنی بڑی فوج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ بات اُن کی سمجھ میں بھی آگئی اور انہوں نے ان کو بلالیا اندر جاکر انہوں نے اتنی پھرتی کی کہ ماہان مچ میں گھر گیا خالد آگے بڑھے تو ماہان نے کہا کہ میں نے تو صرف تم کو بلایا تھا تم نے آدمیوں کو کیوں تکلیف دی۔ خالد نے کہا کہ مشورہ کے لئے لیا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے تو یہاں ہی مشورہ ہو جاوے۔ اس **وحدة** نے یہ فائدہ دیا کہ وہ خوشامد کی باتیں کرنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی رنگ بدلا تو خیر نہیں۔ غرض اس نے جب بہت محبت اور خوشامد کا اظہار کیا تو خالد نے کہا کہ ہمارا کمانڈر انچیف کیا سمجھے گا کہ آپ نے محبت سے ہم کو بلایا ہے اس کے لئے کوئی نشان چاہئے۔ مرنے جینے کو تو ہم کچھ سمجھتے ہی نہیں اس نے کہا کہ میں آپ کو کیا نشان دوں۔ خالد نے کہا مال و دولت کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ہمیں تم ضرار کو دیدو۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ اب وہ یہاں آجانا چاہئے۔ کیونکہ وہ میری جوڑی کا سپاہی ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تنہا جاؤں۔ آخر اس نے سوچ لیا کہ یہ سو آدمی ہے اور مرنے ملنے پر طیار ہے۔ یا تو میں یہاں ہی مرتا ہوں اور یا یہ ضرار کو لئے بغیر نہ جائیگا اس نے ضرار کو بلایا مگر ضرار نے کہا کہ میں نہیں جانا چاہتا جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا تامل ہے۔ اُس نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک وہ چار سپاہی جو میرے ساتھ قید ہیں میرے ساتھ نہ ہوں۔ آخر ان کو بھی بلایا گیا اور ان سب کو خالد کے ساتھ روانہ کر دیا گیا اور وہ بڑی خوشی سے مکان پر آگئے۔ یہ بات تھی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہمدردی و عاقبت اندیشی ہر معاملہ میں گہری نگاہ کرنا موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جنگوں میں اور تمدن اور معاشرہ میں نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور وہ اس امتحان اور مدرسہ میں پاس ہو چکے تھے وہی لوگ تھے جنہوں نے **خشن پوش** ہو کر ایک ایک اونٹ یا بکری کے مالک ہو کر جب باہر نکلے تو انہوں نے تمدن و معاشرہ کے اصول وضع کئے اور سلطنت قائم کی

اور بڑے بڑے فتوحات کئے۔ اس قسم کے عجائبات ان کے سیاسی امور میں ہیں۔ کہ اگر ان کی صرف غیر قوموں کی تقریروں ہی کو کوئی الگ کر کے پڑھے تو ساری دُنیا کی سیاسی عقل آسکتی ہے۔ ان تقریروں میں بڑی بڑی قوموں کے سیاسی امورات اور عاقبت اندیشیوں کے اشارات ہیں۔

مَوجُودَہ حالت مگر اب مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان نے کہا کہ وہ قلعہ فتح کر لیا۔ میں حیران ہوا کہ اب قلعہ کہاں فتح ہوا اُس کے دوست سے پوچھا تو اس نے کہا کہ "ایک کنواری سے زناہ کر لیا"۔ افسوس اب ایک ہی کمال رہ گیا ہے۔ لاہور میں اتنے اشتہار قوت باہ کے نکلتے ہیں کہ شائد سارے ہندوستان میں نہ ہوں اور ان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ امساک اور قوت باہ کا اتنا دعویٰ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ ایک اور اشتہار سیالکوٹ یا کسی اور جگہ سے نکلتا ہے "سنیاس کا نچوڑ اور لوہے کی لاٹھ" غرض اب ساری طاقت اسی ایک طاقت کے مضبوط کرنے میں رہ گئی ہے۔ غرض مجھے سیاسی امور پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں نہ میں خود سپاہی ہوں نہ سپاہی بنانے لگا ہوں۔ میرا باپ شائد سپاہی ہو کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک کوٹھا تیروں کمانوں اور بندوقوں کا بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہو تو کیا یہاں **امن** رہ سکتا ہے۔ وہ قرآن بہت پڑھتے تھے اسی کا اثر ہے کہ مجھے بھی قرآن کریم سے بڑی محبت ہے۔

غرض نہ میں نے پولٹیکل لیکچر دینا ہے نہ اکانمی اور اقتصاد پر تقریر کرنی ہے میں مختصر سی بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں کرسی کی ٹیک سے کام لے رہا ہوں ورنہ پاؤں اجازت نہیں دیتا۔

مصنفین اسلام پھر اسلام میں بڑے بڑے لکھاری (مصنفین) موجود ہیں امام رازی جنہوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے چھوٹی سی بات پر ہزاروں صفحے لکھ سکتا ہے۔ ان کے بعد تقسیم مضمون سلاست بیان۔ اور عمدہ طرز پر ذہن نشین کرنے والے امام غزالی ہیں اور انہوں نے نہایت مفید اور بابرکت کتابیں لکھی ہیں جس خوبی سے انہوں نے مضامین کو کھولا ہے۔ اس کی نظیر کم

ملتی ہے۔ میں تیرہ سو برس کے مصنفوں میں تین کا نام لے سکتا ہوں۔ تیسرے ابن سینا ہیں۔ اپنے فن کا بڑے لکھنے والا ہے ایسا احاطہ خیالی طور پر مضامین کا کرتا ہے کہ ڈاکٹر بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد کوئی بات نکالتے ہیں تو اس کے احاطہ سے باہر نہیں۔

اس زمانہ میں تحریر ایک خاص فن ہے۔ ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی **تحریری رنگ** میں آپ کو اعجازی **نشان** دیا گیا تھا۔ میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھدیا کرتا تھا مگر آپ کے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدنظر رکھا ہے اس سے فرصت نہیں ہوتی۔ وہ کیا؟

میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

پس اب نہ مجھے کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں اور خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں۔

اختلاف کا نظارہ میں دیکھتا ہوں تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو مگر سب کی پگڑیاں الگ۔ کوٹ الگ۔ جوتے جدا جدا ہیں۔ طرد عذا الگ ہے۔ چہرہ کے خط و خال۔ قد۔ آواز سب جدا جدا ہیں۔ اس طرح پر تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا۔ پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ۔ مذاق الگ کتابوں کے مطالعہ الگ۔ خیالی سلسلے الگ اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہوگیا۔ اور اگر غور کرو۔ تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے اور کسی کی کسی رنگ کی۔ میری ماں ایک **اعوانی** عورت تھی ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی۔ غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جدا۔ پھر محلہ کی لڑکوں کی صحبت کا اثر جدا۔ اس سے آگے چل کر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں لامذہبی تعلیم کی ہوا چلتی ہے۔ نہ ہمارے دوستوں کو بھی خبر نہیں شیطان کو ہوگی۔ پھر کلبوں۔ ڈیبیٹوں ناولوں اور اخباروں کے اثرات۔ پھر ہر مضمون پر اسقدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں کہ بعض وقت انسان حیران ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے مگر آجکل اسقدر رسالے۔ اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں کہ ان سب کا پڑھنا

آسان ہی نہیں۔

پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا فرض ہے خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض رکھتا ہے اگر اسے ادا نہ کیا گیا تو قوم کو سخت نقصان پہنچیگا اور وہ ہلاک ہو جائیگی اور قوم نہ رہیگی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کر دیا اور فلاں کو بگاڑ دیا۔ وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے۔ غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اسقدر کثرت ہے کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتا کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے کہ لاہور میں داخل ہوا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری جیب میں کچھ روپیہ ہیں۔ کچھ بیوی کو دیدوں گا اور کچھ بچوں کو دیدوں گا۔ اور کچھ میرے پاس رہیں گے۔ ان سے ایک کتاب منگوائی۔ اس کے بیسیوں نسخے کیا شائد سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں۔ مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوالیا باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں کچھ کہوں تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو۔

میرے بھی اختلاف ہیں عمر۔ علم۔ مجلس۔ صحبت کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا۔ اختلاف تو دُنیا میں رہیگا ہی **لا یزالون مختلفین**۔ مگر بعض اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جھکایا ہوا ہے۔ تمہارے **مقابل** کی قومیں **ایجیٹیشن** پھیلاتی ہیں اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اُٹھاتی ہیں اور ان ایجیٹیشنوں سے برعم خود کچھ حقوق پیدا کر لئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تمہارا نام و نشان مٹادیں مگر خدا کا فضل ہے کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئے کیونکہ اسی میں برکت ہے غرض اختلافات کا سلسلہ وسیع اور اختلاف کا نظارہ ہو رہا ہے۔ اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا

میری غرض درس کلام الٰہی ہے وہ رونق عالم کا موجب ہے جبکہ ایک وحدت کے نیچے ہو۔ پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سُنانے کو کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تمہاری **فطرتوں** کا خالق ہے اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے اس خالق الفطرت نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو تم نہ کر سکو بلکہ وہ احکام دیئے ہیں جو تمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے **لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا**۔ انسان کی تمکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے اسی وسعت تمکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو طاقت سے باہر ہو۔ یہ بالکل جھوٹ ہوگا۔ اگر کہدو کہ فلاں امر و حکم ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ آئت قرآنی شہادت ہے۔

پس اگر میں کچھ کہوں تو تم کہہ سکتے ہو کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں لیکن جب میں کلام الٰہی سناتا ہوں۔ جو خالق و عالم فطرت کا کلام ہے تو تمہارا یہ اعتراض بھی اُٹھ جائیگا۔ افسوس ہے لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے ہیں اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دیتے ہیں مگر یاد رکھو فطرت دین قیم کا نام ہے پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے میری اپنی تقریر پر تو ہو سکتا ہے مگر خالق و مالک کے کلام پر نہیں اور میں وہی پیش کرتا ہوں۔

اس **کلام کا علم** اور **قدر** جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ**۔ یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ریب کے دو معنی ہیں شک و شبہ اور ہلاکت۔ اور دونوں ہی یہاں خوب لگتے ہیں۔ قرآن کریم میں شک و شبہ نہیں بالکل درست ہے اس کی ساری ہی تعلیم **یقینیات** پر مبنی ہے ظنی اور خیالی نہیں یا آجکل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو کہ قرآن مجید میں **تھیوریاں** نہیں بلکہ **بصائر** ہیں۔ وہ **یھدی للتی ھی اقوم** ہے۔

پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں یہ بھی سچ ہے کیونکہ اس میں تو **شفاء للناس** ہے۔

غرض کلام الٰہی کی تعریف کی حد کر دی کہ **یہی ایک کتاب** ہے اور کتاب ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا عمل کیا کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں۔ **تورات** محکم تھی مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں۔ **فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی لا قدر پڑھو۔ پس میں اسی کتاب کی چند آیتیں سُناتا ہوں۔

متقی بنو — یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ ایمان والو۔ متقی بن جاؤ اور جو تقویٰ کا حق ہے وہ ادا کرو۔ اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ گویا تم موت کو کہدو کہ آ جب تیری مرضی ہے تو ہم کو مسلمان پائیگی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آ جائیگی اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آئے کہ تم کامل فرمانبردار ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے جو کبھی طے نہیں ہو سکتا جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے تیار اور فرمانبردار نہ ہو۔ موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ طب کے لحاظ سے جو ½ مجھے آتی ہے میں بتاتا ہوں ½ میں نے اس لئے کہا کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے جو سرجری کے متعلق ہے اور کچھ عورتوں اور نوریوں کے حصہ میں آئی ہے کچھ دائیوں اور جلادوں کے حصہ میں آئی ہے۔ کچھ کمانگروں عطائیوں گنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آئی ہے ½ ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے۔

اس **طب** کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اس وقت بعض غشی کی حالت میں ہوتے ہیں گھر والے کہتے ہیں حضور اسقدر روپیہ دیتے ہیں صرف ایک بات کرا دو مگر وہ ایک بات بھی نہیں کر سکتے فہم بھی باقی نہیں رہتا تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں بڑی بڑی بیماریاں آتی ہیں۔ ماں کہتی ہے۔ بیٹا! تم پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ بہن کہتی ہے بھائی! میں کون ہوں۔ وہ مُنہ بھی ادھر نہیں کرتا۔ آنکھ جواب دے دیتی ہے اور کان کام نہیں کرتے جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے اور حکم یہ ہے کہ **مسلم** مرو۔ تو انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے اس تیاری کے لئے قرآن مجید نے ایک راہ بتائی ہے کہ

متقی بنو

سلسلہ علت معلول — آج جو کام کر رہے ہیں اُس کی کل تیاری کی تھی اور آج جو کر رہے ہیں یہ کل کی تیاری ہے یہ سلسلہ حکماء نے نا تمناہی مانا ہے بات وہ بھی پتہ کی کہتے ہیں۔ مثلاً غور کرو ہم کل یہاں آئے کیوں؟ ایک عمارت کی ایک اینٹ رکھنی تھی۔ ایک شخص متمول ہو پھر وہ تاجر ہو۔ لاہور کا باشندہ ذی وجاہت ہو۔ ہمارے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ وہ ایک عمارت بنوائے اس عمارت میں قوم کا بھی [illegible]

حصہ ہو۔ اور پھر اس نے کہا کہ آکر دعا کرو۔ تو ہم آ گئے۔ ہمارا یہاں آنا کسقدر اسباب اور نتائج کا سلسلہ رکھتا ہے پھر وہ قوم جس کا اس کی عمارت میں حصہ ہے کیونکر بنی؟ ایک مرزا (علیہ السلام) آیا اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار دیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہے اس تاجر نے اس کو **قبول** کیا اور اس کی وفات کے بعد اس نے ہمارے ساتھ تعلق کو قائم رکھا۔ مرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا پھر یہ لا انتہا اسباب اور نتائج کا سلسلہ ہے۔ غرض ان اسباب کے ماتحت ایک بات ہوئی کسی نے تم کو خط لکھے تم آ گئے پھر تمہارے آنے کے مختلف اغراض ہیں کوئی اس لئے آ گیا کہ اس تقریب پر میں کیا کہتا ہوں۔ اس نے سن لیں کسی نے کچھ سوچا اور کسی نے کچھ رہ زیر نظر رکھا ایک ایڈیٹر ہے وہ اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ کا ایک واقعہ قرار دیکر تاریخ کا ایک ورق بڑھانا چاہتا ہے میں کہتا ہوں اچھا ہے تم بھی ایک ورق تاریخ میں اُلٹا دو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ غرض ہر شخص مختلف اسباب کے نیچے یہاں آیا۔ اور پھر مختلف نتائج ان اسباب سے پیدا ہونگے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علت معلول کا سلسلہ ایک لمبا سلسلہ ہے بس میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **تم بھی مسلمان ہو کر مرنا۔** اور اس کے لئے اگر آج تیاری نہیں کرتے تو مسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کہو کہ مرنے کے وقت مسلمان ہو جائیں گے اور کلمہ پڑھ لیں گے تو یہ ایک خیال باطل ہے۔ ابھی کچھ تیاری کرو گے تو کچھ بنے گا۔

ایک مثال

اس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ میں تمہیں طبی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں آخر میں نے اس کو کہا کہ **تم بدکاری سے توبہ کرلو۔** میں جوان تھا وہ اپنے گھر کے خوبصورت حصہ کو زیور سے خوب آراستہ کرکے میرے پاس آتی رہی اور مجھے یہ بھی کہتی تھی کہ توبہ کرلی۔ آخر وہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی اور پھر بڑے تزک و احتشام سے آئی اور مجھے کہا کہ مولانا توبہ اور بھوک سے مرنے لگے تھے اس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ اس کی یہ بات سُن کر میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے اس نے کہا کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی یہ باتیں سُن کر میرے دل میں سخت جوش آیا اور میں نے کہا بس سے چلی جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں وہ داؤ نہیں چلا۔ اب **توبہ کی حقارت کرتی ہو** یاد رکھو اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب وہ گھر گئی تو اس پر فالج گرا اور زبان بند ہو گئی اس کا لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ حالت ہے۔ وہ روپیہ لائی تھی کہیں رکھدیا ہے اور بتا نہیں سکتی اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا وہ تھا ہی اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی کہ پانچ سو روپیہ روٹی پر پہلے دینا پڑتا تھا۔ میں نے اس کو کہدیا کہ وہ بات نہیں کر سکیگی مگر اس نے بہت منت کی کہ آپ دیکھیں تو سہی مگر مجھے یقین تھا کہ **توبہ نصیب نہ ہوگی**۔ میں نے اس کو کہدیا کہ زبان تو چل نہیں سکیگی۔ البتہ اگر تم میری بات مانو۔ تو تمہیں ایک حکمت بتاتا ہوں۔ تمہارا پانچسو روپیہ بچ جاویگا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا اور دیکھا کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ اس کو آواز دو اب کانوں میں کچھ نہیں سامنے ہو کر دیکھ لو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں تم اب کسی اور کو بلا کر علاج کراؤ میں علاج نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے اس کو بلاؤ وہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا اس کو دیکھ لو اگر توبہ کرلو تو بہتر ہے ورنہ میں اور فتویٰ دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں وہ ڈر گئی اور اس نے کہا کہ توبہ کرتی ہوں۔

تب میں نے اس لڑکے کو کہا کہ اگر تم وہ پانچسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے خرچ کرو تو کنجری برا کہیں گے کوئی شریف بُرا نہ کہیگا اور **مادہ فاسد** اب توبہ کرتی ہے تم کھانا موقوف کرو اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کرلو۔ خواہ شرفاء کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دیدی اور اس نے مان لیا اور کہا کہ پانچ سو بچ گیا دوسرے بھائی کو کہا اُس نے بھی مان لیا۔

مسلمان مرو

میری غرض تمہیں داستان سنانا نہیں اس واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ مرتے وقت توبہ کرلیں گے وہ جھوٹے ہیں اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جن کو دیکھا ہے کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں ان میں اہنے شغل کو بھی دیکھا ہے۔

جب یہ حالت ہے کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں کہ مرتا ہوا مسلمان مرے تو اس کی آج فکر کرو۔ مسلمانی کی موت تب ہی ہو سکتی ہے کہ ابھی سے تیاری ہو پھر جس وقت چاہے موت آ جاوے اس کا گر اس آیت میں بتایا ہے کہ **متقی بن جاؤ**۔ مسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے بس میں بھی چاہتا ہوں کہ **تقویٰ اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے**

عقائد اسلامی

تقویٰ کیا ہے عقائد صحیحہ ہوں اور اُن کے موافق اعمال صالحہ ہوں اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقائد صحیحہ کیا ہیں یہ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اول ایمان باللہ! اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّی اور تمام بدیوں سے منزہ یقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا شریک اور ند نہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شئی ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دُنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا جن کا ذکر نہیں ہوا۔ اور ان انبیاء کی **نبوت** اور **بعثت** میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق کو پہنچایا پھر جزا و سزا پر ایمان لانا یعنی مسئلہ تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے جزا و سزا حق ہے حشر نشر۔ پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ تو عقائد صحیحہ تھے

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ ان میں **نماز** ہے۔ زکوٰۃ ہے **حج** اور **روزہ** ہے اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا ہے قرابت داروں۔ **یتامیٰ**۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک کرنا

اور مسافر نوازی کرنا بعض اوقات مسافروں کے پلے پر پیسہ نہیں رہتے ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا۔ عسر یسر۔ رنج ہو یا صلح۔ راحت ہو یا رنج۔ افلاس ہو غریبی ہو یا امیری۔ ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا یہ تمام امور مختصراً تقوٰی کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا وہ متقی ہوگا۔ تقوٰی کے نتائج بہت ہیں مگر ایک ان میں سے یہ ہے کہ **متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی**

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور وہ یہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کہ سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایک طرف۔ دوسری دوسری طرف جس طرف کے لڑکے **وحدت** کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھدیا ہے مسلمانوں کو بھی ایک **حبل اللہ** دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ سب کے سب مل کر زور لگائیں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے آریہ۔ برہمو سناتنی۔ مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد اس رسہ کو کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس **حبل اللہ** کو پکڑنے کا دعوٰی کیا ہے ان مخالف اقوام میں سے **برہمو** سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نرم ہیں مگر میں ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغاباز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے اور بھی باتیں ہیں۔ جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں۔ مجھے برہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے اُنہوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے مگر اب وہ بھی کرنے لگے ہیں۔ مسیحی لوگوں نے تو اسقدر کوشش کی ہے کہ عقل۔ وہم۔ فکر میں نہیں آسکتی۔ تین ہزار اعتراض انہوں نے اسلام پر کیا ہے اور شبہ ڈالتے ہیں۔ مالی طمع دیتے ہیں اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا۔ اُس کو کہا گیا کہ عیسائی ہو جاؤ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا اور روئداد مقدمہ میں یہ امر بھی آگیا کہ مسیحی ہونے کی وجہ سے شبہ کیا جاتا ہے اور گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصب مذہبی کے باعث ہے۔ اس سے وہ بچ گیا کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھدیا کہ گو شہادت قوی ہے مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا کہ مسجد جو اس نے بنائی تھی۔ اُسے توڑ کر گرجا بنادے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اُٹھ کر ایک نہائت خوبصورت بائیبل لاکر دی اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ کیا کبھی تُم نے بھی کسی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو وہ بولا ہم تو یہ کام مُلاؤں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں۔ تاکہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو کہ وہ کسقدر کوششیں قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

بس یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اس حبل اللہ کو مضبوط نہ پکڑو گے تو مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں گے (خدا نکرے ایسا ہو)

اس رسہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدائتوں کی ماتحت ہو تمہارے ہر ایک کام۔ ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو **شفا اور نور** ہے۔

یاد رکھو۔ دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا۔ جو **حبل اللہ** کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ بس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں **عملی زندگی** پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس ہے کہ اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں کہیں وہ پولیٹکل امور میں اُلجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سدھر جاویگی۔ جب وہ دوسری قوموں کی طرح **ایجیٹیشن** کریگی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کریگی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس لئے پہنچا ہے کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ رائیگاں جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ رسالہ نہ ہوا۔ تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ قوم میں اگر میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی راہ سے ہوگی غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہدیتا ہے۔

میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہ نجات کی راہیں نہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہ بنیگا ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو **مضبوط پکڑو**۔ جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عمل درآمد نہ ہوگا۔ اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ پکڑے رہوگے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے بس تفرقہ نہ کرو۔ تم اعداء تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو۔ آئندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور پھر اس کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ **خلافت** کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کسی رافضی کو جا کر کہدو۔ کہ علیؓ کا حق تھا ابوبکرؓ نے لے لیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا **اخلاقی یا روحانی** فائدہ پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا **خلیفہ** بنادیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بار بار کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے۔

کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہدونگا کہ

آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری **خلافت** پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئیگی اور اگر **ابلیس** ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعے پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ۔

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں۔ پس اسی مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آکر اس مسجد میں آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں جس طرح پر [illegible] اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے **مجھے خلیفہ بنایا ہے۔**

اگر کوئی کہے کہ **انجمن** نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن رکھو کہ **مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔** پس مجھ کو نہ کسی **انجمن** نے بنایا اور نہ **میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں** اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ **اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔**

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہدیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین رض کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب میرے **فرمانبردار اور وفادار** ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔

مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نور الدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی ہے جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرتا ہے۔

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا۔ بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کے لئے **محبت** ہے۔ **بیوی** صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریک کی فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے **میاں محمود بالغ** ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ **میرا سچا فرمانبردار** ہے اور ایسا فرمانبردار کہ **تم میں ایک بھی نہیں**۔ جس طرح پر علی۔ فاطمہ۔ عباس نے ابو بکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ **میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔**

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے **مصالح** سے چاہا مجھے تمہارا امام اور **خلیفہ** بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے **جھکا دیا**۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقع لکھا ہے اب بھی تلافی کرنی چاہئے اور ایسے طور پر کہ ہمارے پیارے **محمود** اور اس کے بھائیوں سے پوچھ کر تلافی کرے میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے۔

اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے تم کسی کی کیا کفالت کرو گے جبکہ تم فقرا ہو واللہ الغنی وانتم الفقرا۔

جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا **خلیفہ** بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ **جھوٹا اور فاسق** ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو **ابلیس** نہ بنو۔

مسئلہ اکفار

دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ **اکفار** کا مسئلہ ہے اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے؟ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ۔ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو سنو! ایک امام مثنوی روم کے مصنف ہیں وہ علم کلام کی کتاب ہے گو **وحدۃ وجود** والے ان کے ہر قول کو وحدۃ وجود میں لے آتے ہیں انہوں نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کر کے لکھا ہے

وحدۃ اندر وحدۃ است این مثنوی

مضامین الحکم

حضرت اقدس کی سوانح عمری

شیخ یعقوب علی صاحب مجھے معاف فرما دیں اگر میں ان سے اخلاص سے امید رکھوں کہ وہ اپنی دماغی قابلیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی حضور میں پوچھے جائینگے۔ اگر وہ اسباب کی موجودگی میں خدا کے سچے نبی اور صادق مامور کی سوانح عمری لکھنے میں کوتاہی و کاہلی فرمائینگے۔ احمدی قوم اپنی مقتدا و مولیٰ کی لائف دیکھنے کے لئے ہمہ تن منتظر ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب کے پاس اس کا میٹریل بہت کچھ جمع ہے۔ اور ابھی وہ لوگ بھی زندہ ہیں جن کے سامنے حضرت جری اللہ نے اپنا بچپن گذارا پس بہت عمدہ موقعہ ہے اگر آپ ہماری آرزو کو پورا کر دیں مجھے پورا یقین ہے کہ جب آپ اس کام کو شروع کرینگے تو جو کچھ مشکلات موجودہ صورت میں نظر آتی ہیں وہ سب انشاء اللہ حل ہو جائینگی۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ واللہ الموفق

خلیفۃ المسیح کی روانگی

۱۵- جون- صبح ½۴- بجے حضرت امیر المومنین معہ اہل بیت و حضرت صاحبزادہ والا تبار معہ دیگر رفقاء لاہور روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ بخیر و عافیت ان کو واپس لاوے۔

احمد بحمد اُس خدائے پاک کی | جسنے بھیجا ہے محمد سا نبی
اس نبی پر ہوں ہزاروں ہی سلام | جسکا مظہر ہے مسیح احمدی
اس مسیحا پر مری جاں ہو فدا | نور سے پھیلی ہے جسکے روشنی
روشنی ایسی کہ ان ظلمات میں | رہنمائی کرتی ہے انسان کی
جان و دل سے ہیں کیونکر فدا | او دکھلائیں نمونہ ہم ابھی
یہ مرض یہ ضعف یہ پیری کا وقت | اور پھر گرمی کی شدت ہے بڑی
پر محبت کے کرشمے دیکھئے | عذر باطل ہو گئے یکدم سبھی
بس سے الفت ہو محبت ہو پیار | اس کے عہدوں کی وفا لازم ہوئی
سچ ہے یہ سچ زبانی جمع خرچ | کام وہ جو کرکے دکھلائیں ذی

صد ہزاراں دل کہ ہمراہ تواند
این نہ پنداری کہ تنہا مے روی

المرء یؤخذ باقرارہ

بخاری کی ایک حدیث پر اہل فقہ کے نامہ نگار نے اپنی نادانی سے اعتراض کیا اور اسے موضوع ٹھہرایا۔ ہم نے لکھا کہ حدیث کو موضوع ثابت کرنا ہے تو اس اصول سے کیجئے جو محدثین کے نزدیک مسلم ہے۔ امام غزالی فلسفہ کے امام مانے جاسکتے ہیں ان کے کہنے سے دبشرطیکہ اس کا ثبوت ہو) حدیث موضوع نہیں ہو سکتی۔ اسپر اہل فقہ بڑے جوش میں آکر لکھتے ہیں "امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے"۔

سو ہم امام غزالیؒ کی کتاب سے مندرجہ ذیل کو درج کرتے ہیں:-

"اور روایت ہے کہ قاضی ابو یوسف آخر برس میں اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام اس سے ہبہ کرا لیتے۔ تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔ یہ بات کسی نے حضرت ابو حنیفہؒ سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر ان کی فقہ کی جہت سے ہے۔ اور درست فرمایا۔ اس لئے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کے فقہ کا ہوا۔ مگر اس کا ضرر آخرت میں ہر گناہ سے بڑھ کر ہے" (باب العلم صفحہ ۳۳ ترجمہ احیاء العلوم الدین)

میں ایڈیٹر اہل فقہ سے سفارش کرونگا کہ وہ ایکبار پھر اپنا لکھا ہوا فقرہ پڑھے۔ امام غزالی کی تصانیف کو دیکھ کر یہ امر بالبداہت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ علوم کے ہر ایک شعبہ میں کمال رکھتے تھے × × ×

یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے؟ امام ابو یوسفؒ کے متعلق تنقید ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید کا اعجاز

اللہ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ بحری سفر میں بچانیوالا وہی ہاتھ ہے جو انسان کا ہر حالت میں نگران اور ہر مشکل سے اسکو نکالنے والا ہے۔ آجکل کے سازو سامان پر مغرور ہو کر بعض نادان اس صداقت کی ہنسی اُڑانے لگے تھے کہ خدا کی قہری تجلی نے ٹائٹنک جہاز کے غرق کرنے کی صورت میں اپنا ظہور کیا اور بڑے بڑے سائنس والوں اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کو منوا کے چھوڑا کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اور اس کا یہ کلام بالکل سچ ہے۔ ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ انہ کان بکم رحیما۔ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ۔ فلما نجکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا ۱۵ (بنی اسرائیل)

اس کے بعد میں نے تعجب سے بعض لوگوں کی زبانی سُنا کہ ان اصبح ماءکم غورا فمن یاتیکم بماء معین۔ موجودہ زمانہ میں شہری لوگوں کے لئے عبرت انگیز آیت نہیں ہو سکتی جنہیں گھر بیٹھے بیٹھے چوتھی چوتھی منزل پر نلوں کے ذریعہ پانی پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ اس قائل کی غلطی تھی کیونکہ نلوں کا منبع تو وہی چشمے اور کنوئیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ ایک پل میں سُکھا دے تو مجال دم زدن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی سمجھا دیا چنانچہ روزانہ زمیندار سے معلوم ہوا کہ دہلی کے پانی کے نل یکدم بند ہو گئے پھر بہت کوشش کی گئی مگر کچھ ایسا نقص واقع ہو گیا کہ تمام شہر والوں کو پانی نہ مل سکا تب سب پکار اُٹھے جو اس آیت قل ارایتم ان اصبح ماءکم غورا فمن یاتیکم بماء معین کا جواب ہے اللہ یاتینا بہ وھو رب العلمین

آب آگیا ہوش

روزانہ پیسہ میں ایک مضمون چھپا ہے کہ وہ جال خزانہ لیگیا۔ مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات و دفینے ہیں

کیا مطلب مثنوی ایک راہ بتائیگی اور یہ مثنوی وحدت سے باہر نہیں جائیگی ہاں اگر اس کے معنی کوئی اور کرے یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکایت مے کند
وز جدائیہا شکایت مے کند

نے کیں کوئی بولتا ہے تو وہ بھی بولتی ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے بلکہ خدا تعالیٰ کے بلانے سے بولتے ہیں اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

خدا تعالیٰ کے رسولوں کی اتباع خدا تعالیٰ کی اتباع ہے اور ان کی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالیٰ کا انکار ہوتا ہے **خدا تعالیٰ** کی ہستی کا اقرار کبھی مکمل اور **موثر** نہیں ہوتا جب تک انبیاء علیہم السلام کی **نبوت** پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا پتہ لگ جاوے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالیٰ سے غافل اور دور ہوتے ہیں اور اُن میں اور خدا تعالیٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے اس لئے

وز جدائیہا شکائت مے کند

وہ نبوی نے اس تفرقہ و جدائی کی شکائت کرتی ہے یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا۔ **انبیاء کی ضرورت اور ان پر ایمان کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔**

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکائت لکھی ہے کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں؟ اُن کی آیات کرامات معجزات کیا ہوتے ہیں؟ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش کر دیتا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کر دیتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے پس یہ کیسی صاف راہ ہے کہ

ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود

ہاں جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟

ایچاپیچ کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے **کفر۔ ایمان** اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے پہلے نبی آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ **ماننے والے** اور **نہ ماننے والے**۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟

قرآن مجید میں ایک مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۝ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۝ فرمایا ایمان ہو یا کفر ہو۔ شرک ہو۔ فسق ہو۔ نفاق ہو۔ ان کی مثال ایک درخت کی سی ہے **ایمان کی مثال** ایک پاک درخت کی سی ہے اور کفر۔ شرک۔ فسق۔ نفاق وغیرہ کی مثال ایک **خبیث** درخت کی سی ہے جب وہ زمین میں بویا جاوے تو ایک لو نکلتی کوئی اس کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ گھاس جتنا ہوگا۔ یا بڑ کے درخت جتنا ہوگا۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ایک زمانہ میں اپنی حقیقت خود بتا دیگا۔ جب وہ بڑ کا درخت ہوگا تو بڑ کی طرح بڑھیگا اور پھیلیگا اور آخر بڑ ہی کہلائیگا اب اگر اس کے ایک دو پتہ توڑ ڈالو۔ تو کیا کہہ دوگے کہ بڑ سوکھ گیا۔ جب ہزار دو ہزار پتہ توڑ کر لے آؤگے تو اسی درجہ تک اس کی حیثیت کم ہو جائیگی پھر جب لاکھ دو لاکھ پتے اتار لوگے تو اور بھی گھٹیگا پھر جب اس کی ڈالیاں اور شاخیں کاٹ دوگے تو اور بھی۔

دیکھو اونٹوں والے ببول کے درخت کو کاٹ لیتے ہیں۔ ڈالیاں کاٹنے سے ابھی درخت موجود ہوتا ہے اور جڑ کٹ جاوے تو کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح **کفر۔ شرک۔ فسق** اور **نفاق** ہے۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ دوسرا کہے مانتا ہوں اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مقدم ہے اب ایک اور ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے ساتھ کہتا ہے بت کو بھی سجدہ کرو مگر دوسرا کہتا ہے بت پرستی نہیں کرنی چاہیئے۔ اب یہ **موحد** اس مشرک کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ پھر ایک اور ہیں جو **نبیوں** کو مانتے ہیں اور دوسرے نہیں مانتے اب نبیوں کو ماننے والا منکر سے **مقدم ہوگا** ایک قوم ہے جو ادریس اور یحییٰ کو مانتی ہے قرآن شریف ان کو **صابی** کہتا ہے یہ قوم اب بھی ہے یہود بہت سے نبیوں کو مانتے ہیں مگر **مسیح** کا انکار کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو مسیح کا بھی اقرار کرتے ہیں پس جو مسیح کو مانتے ہیں وہ اُن کے منکروں سے قریب ہو گئے پھر عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقرار کر دیا۔ ابوبکرؓ ان سب سے افضل ہو گیا۔ اب صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء اللہ۔ چشتی۔ قادری۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔ رفاعی ہوں یا احمدی (مرزائی) ہوں ان میں راستبازوں کے ماننے والے اور ٹھٹھے کرنے والے اپنے مراتب رکھیں گے جو انکار راستباز کا کرتا جاویگا وہ گرتا جاویگا۔

یہ بنیاد **رافضیوں** نے رکھی ایک رافضی نے **مجھے** ایک رسالہ دکھایا جس کا نام طریق نجات تھا اس نے تمام اولیاء پر **ایک لعنت کا باب** الگ رکھا ہے۔ تمام محدثین پر **لعنت کا باب الگ**۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم نے حد کر دی ہے تمہیں کچھ بھی نصیب ہوگا وہ **چھوٹا ہی مر گیا** جیسا میں نے ابھی کہا ہے یہ رفض کا شعبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا رہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگینگی **جس نے مجھے خلیفہ بنایا** یہ لوگ ایسے ہیں جیسے رافضی ہیں۔ **جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں**۔ غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر

وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنیوالے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھو جسطرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے بھی ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے رافضی **صحابہ** کا کرتے ہیں۔

ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں نکمے لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں **کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے** کا خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ڈالتے ہیں میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے مانتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی محبت بھری ہوئی ہے۔ **سیرۃ** کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کرکے لیتا ہوں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

آدم اور **داؤد** کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح پر ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے **مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا** اب اور سنو

انا جعلنا کم خلائف فی الارض

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا یہ خلافت اور رنگ کی ہے پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

لاہور میرا گھر نہیں میرا گھر کبھی **بھیرہ** میں تھا اب **قادیان** میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ **لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے** پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث اللہ تعالیٰ نے بھی تعلیم دی ہے بدظنی سے ہٹ جاؤ۔ یہ برکار کر دیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظن بڑا جھوٹا ہوتا ہے پس تم بدظنی نہ کرو۔

اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت **خلافت** میں ایک روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسا اپنے آپ کو **مخلص بناؤ**۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں حضرت صاحب سے انہیں **محبت** ہے۔ غلطی انسان کا کام ہے۔ اس سے ہو جاتی ہے ان سے بھی غلطی ہوتی ہے یہ جُدی بات ہے مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں تم بھی کر کے دکھلاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ جو **لاہوریوں** پر بدظن ہے کہ وہ خلافت میں روک ہیں اسے یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سرو پا ملتا ہے ان الظن اکذب الحدیث اور اللہ جلشانہٗ نے فرمایا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے اور اس کے متعلق فرمایا لا یغتب بعضکم بعضاً۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو اور میرا دل دکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں ان سے محروم نہ بنو۔

اگر مان لیا ہے تو شکر کرو۔ نہیں تو صبر کی دوا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ **خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں**۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا (اللّٰھم متعنا بطول حیاتہٖ) **تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہیگا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔**

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو **مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے**۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ **میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے**۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔

وہ اخبار نویس جو لکھتا ہے* کہ کوئی رشتہ دار میرا معتقد نہیں تو بہ کرے وہ مرزا صاحب کے رشتہ داروں سے پوچھ لے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی اور بچے تک تو میرے مرید ہیں۔ اور وہ آپ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی میرا معتقد تھا پس جو ایسا کہتے ہیں کہ رشتہ دار میرے مرید نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔

کیا کفر کا لفظ بیسیوں معنے رکھتا ہے اور کفر بمعنے انکار نہیں؟

اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے اسے چھوڑ دو۔ جو شخص کسی

---

* **حاشیہ**۔ برادرم **صادق** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ صاحب کے ساتھ انھیں ارادت تامہ ہے انہوں نے جو مضمون زمیندار پیسہ اخبار میں سے نقل کیا تھا گو اس کی اجمالی تردید پہلے صفحہ پر کی تھی مگر اس سے وہ شبہ جو **حضرت خلیفۃ المسیح** نے ظاہر کیا باقی رہتا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے غلط فہمی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس پر زور دیا اور **برادر صادق** کی محبت اور ایمان نے ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا کہ اس کی تردید نہ ہو۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسی روز شام کو اس کی تردید میں ایک اشتہار شائع کر دیا۔ جو بدر ۲۰ جون ۱۹۱۲ء کے ساتھ ضمیمہ ہوا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ایڈیٹر

پر بدظنی کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سنتا ہوں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت میں ہے یہ ہٹ نہیں سکتا مگر اس کو **شغل نہ بناؤ** جس امر پر اللہ تعالیٰ نے تم کو جمع کر دیا ہے اس **وحدۃ** کے مرکز کو نہ چھوڑو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھکر بددعا کا جوش آتا ہے مگر پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کرلو۔ **ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔**

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا

سنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ **اول** ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے

جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔

جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی **حق** نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب خلیفہ نہیں بولتا **یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا**۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔

جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اٹھایا تم ان پر جرائت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے تم میں سے کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو کہ تمہارا **قلم** نہیں لکھ سکتا تو کیا ہم بھی نہ لکھیں تو **نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب۔ ابطال** الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔ مجھے لکھنا آتا ہے اور خوب آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے روک رکھا ہے اور **ہاں خدا نے روکا ہے**۔

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش رہوں تم کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت ہوتی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرائت کرتے ہو۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنیگی تم لکھ رکھو کوئی ایسی جماعت بنا نہ سکو گے۔

پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔ حضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے **خلاف** نہ کہو نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہو گے۔ یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔

جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو درود اور استغفار پڑھو۔ حلال طیب کماؤ اور کھاؤ۔ ان بیہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نئے تجرد کی سپارش نہیں کرتا بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ حالت ایسی ہی ہے کہ اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی تو صرف شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے ایک انگریز اس سے ملنے کو آیا اس کو اس نے اپنی فوج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔ توپخانہ وغیرہ دکھا کر پوچھا کہ کیسی فوج ہے اس نے شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت کیا۔ فوج سامنے کھڑی تھی مگر حکم دیا کہ خاصہ کی فوج لاؤ۔ اندر سے بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں اس انگریز سے پوچھا کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے اس نے کہا کبھی نہیں۔ اس رئیس نے کہا کہ پہلی فوج میری ہے اگر وہ بغاوت کر دے تو میں اکیلا اسے تبہ کر سکتا ہوں۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تیار ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نکمے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں ان سے پوچھو فرشتوں نے اعتراض کر کے کیا لیا تھا پس تم ان جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

تم میں ایسے لوگ ہوں جو خیر مسلّم کی طرف بلانے والے ہوں۔ پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں اور ناپسند باتوں کو روکیں وہ مظفر و منصور ہوں گے اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو اپنے اختلافوں کو دیکھ لو کیا یہ تمہیں خدا سے ملا دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور محبت سے رہو۔ اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھکر اسی طرح خوش ہو جاؤں جس طرح مسجد کو دیکھکر خوش ہوا۔ جس طرح شہر میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھکر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ **جاتے ہوئے مجھے یہ آواز دے کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔**

تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا کرونگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور کے متعلق زمیندار اخبار نے ایک غلط فہمی پھیلائی جس کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک نہایت بیہودہ اور دل آزار مضمون شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اور بھی گالیاں اس نادان نے دی ہیں اور ان گالیوں کا محرک اول زمیندار ہے جس نے غلط فہمی پھیلائی حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور جو میں نے نوٹ کی تھی۔ اب ترتیب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح اور درستی کے بعد میں اسے شائع کرتا ہوں اس کو پڑھ لینے کے بعد ان تمام یاوہ گوئیوں کی خود بخود تردید ہو جائیگی جو ہمارے معتقدات کے متعلق پھیلائی گئی ہیں دیانت اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس تقریر کے شائع ہونے تک انتظار کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ان کے خبث کا اظہار مقصود تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رض کی تقریر تو واضح اور مبرہن تھی۔ مگر
عقل کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رخ کا فرو دیندار کا

دیکھنا چاہئے کہ یہ جلد باز اس تقریر کی اشاعت کے بعد کہاں تک اپنی غلطیوں کی اصلاح کی جرائت کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے تمام نزاعوں کا فیصلہ ایک ہی جملہ سے کر دیا ہے۔

"جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے
جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ
وہ احمدی نہیں"

اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہو جس مسئلہ پر تم قول فیصل چاہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں تقریروں میں دیکھ لو جو فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے۔ وہی ناطق اور اصل ہے۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح نے جو ایمان اور مذہب ظاہر فرمایا ہے وہ بھی بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ وہ خدا کے مرسل اور نبی ہیں کونسی بات ہے جو انہیں اپنے معتقدات کے اظہار کے لئے روک سکتی ہے۔ یہ

پر بدظنی کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سُنتا ہوں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت میں ہے یہ ہٹ نہیں سکتا مگر **اس کو شغل نہ بناؤ** جس امر پر اللہ تعالیٰ نے تم کو جمع کر دیا ہے اس **وحدۃ** کے مرکز کو نہ چھوڑ دو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھکر بددعا کا جوش آتا ہے مگر پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ **ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔**

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا

سنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ **اول** اُن امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے

جو حضرت صاحب کے فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔

جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ اُن پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب خلیفہ نہیں بولتا **یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا**۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔

جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اُٹھایا تم ان پر جرأت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے تم میں سے کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو کہ تمہارا **قلم** نہیں لکھ سکتا تو کیا ہم بھی نہ لکھیں تو **نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب۔ ابطال** الوہیت مسیح کو پڑھ لو مجھے لکھنا آتا ہے اور خوب آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے روک رکھا ہے اور **حال خدا نے روکا ہے**۔

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش رہوں تم کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت ہوتی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرأت کرتے ہو۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنیگی تم لکھ رکھو کوئی ایسی جماعت بنا نہ سکو گے۔

پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔ حضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے **خلاف** نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہو گے۔ یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔

جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ درود اور استغفار پڑھو۔ حلال طیب کماؤ اور کھاؤ۔ ان بیہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں اُٹھا سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نے تجرد کی سپارش نہیں کرتا بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ حالت ایسی ہی ہے کہ اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی تو صرف شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے ایک انگریز اس سے ملنے کو آیا اُس کو اس نے اپنی فوج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔ توپخانہ وغیرہ دکھا کر پوچھا کہ کیسی فوج ہے اس نے شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت کیا۔ فوج سامنے کھڑی تھی مگر حکم دیا کہ خاصہ کی فوج لاؤ۔ اندر سے بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں اس انگریز سے پوچھا کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے اس نے کہا کبھی نہیں۔ تب اس رئیس نے کہا کہ پہلی فوج میری ہے اگر وہ بغاوت کر دے تو میں اکیلا اسے تبہ کر سکتا ہوں۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تیار ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نکمے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں ان سے پوچھو فرشتوں نے اعتراض کر کے کیا لیا تھا پس تم ان جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

تم میں ایسے لوگ ہوں جو خیر مسلم کی طرف بلانے والے ہوں۔ پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں اور ناپسند باتوں کو روکیں وہ مظفر و منصور ہوں گے اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو اپنے اختلافوں کو دیکھ لو کیا یہ تمہیں خدا سے ملا دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور محبت سے رہو اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھکر اسی طرح خوش ہو جاؤں جس طرح مسجد کو دیکھکر خوش ہوا۔ جس طرح شہر میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھکر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ **جاتے ہوئے مجھے یہ آواز دے کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔**

تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا کرونگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور کے متعلق زمیندار اخبار نے ایک غلط فہمی پھیلائی جس کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک نہایت بیہودہ اور دل آزار مضمون شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اور بھی گالیاں اس نادان نے دی ہیں اور ان گالیوں کا محرک اوّل زمیندار ہے جس نے غلط فہمی پھیلائی حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور جو میں نے نوٹ کی تھی۔ اب ترتیب کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اصلاح اور درستی کے بعد میں اسے شائع کرتا ہوں اس کو پڑھ لینے کے بعد ان تمام یاوہ گوئیوں کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے جو ہمارے معتقدات کے متعلق پھیلائی گئی ہیں دیانت اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس تقریر کے شائع ہونے تک انتظار کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ان کے خبث کا اظہار مقصود تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی تقریر تو واضح اور مبرہن تھی۔ مگر

عقل کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

ورنہ قبلہ تھا تیرا رُخ کافر و دیندار کا

دیکھنا چاہئے کہ یہ جلد باز اس تقریر کی اشاعت کے بعد کہاں تک اپنی غلطیوں کی اصلاح کی جرأت کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے تمام نزاعوں کا فیصلہ ایک ہی جملہ سے کر دیا ہے۔

"جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے

جو حضرت صاحب کے فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ وہ احمدی نہیں"

اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہو جس مسئلہ پر تم قول فیصل چاہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں تقریروں میں دیکھ لو جو فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے۔ وہی ناطق اور اصل ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے جو ایمان اور مذہب ظاہر فرمایا ہے وہ بھی بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف لفظوں میں بتا دیا ہے کہ وہ خدا کے مرسل اور نبی ہیں کونسی بات ہے جو انہیں اپنے معتقدات کے اظہار کے لئے روک سکتی ہے یہ

بھارت

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت سے بحث کرتا ہے یہ باہمی جھگڑوں کی طرف آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کے لئے رچی پیدا کرتا ہے اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کی جاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو نئی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذہب کے ہوئے اعتراضوں کا جواب سنجیدگی اور شستگی کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑوں کو اس کے اندر جگہ نہیں پا سکتے۔ (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنائزیشن کے لئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انھیں اپنی آرگنائزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انھیں اپنی آرگنائزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے (۵) چونکہ آریہ سماج کا حقیقی ممبر کون ہے کیونکہ یہ ہے نہیں اس پالیسی ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہے کوہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے (۶) استری سکھشا اور پتت ادھار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت ورش کے پریس کے ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انھیں خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آریہ سماجوں نے نہایت سرگرمی اور کمال جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی ہماری انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے جسکا ترجمہ باہتمام

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ اور ادبی مضامین نظم و نثر

اسی صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہو گا پیٹ کی گرانی معروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۲۶ برس کو ڈاکٹر برمن صاحب نے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں معطر اور روغن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے ۱۶- گولیوں کی ڈبیہ قیمت صرف ایک ڈبیہ محصولڈاک ۵ ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظوں میں بڑھ جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو بالی کر دیتا ہے اور ریاح جس کو ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں کن کھجوری جو کہیں چھونے سے ہوا اس دوا کے فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین چھوٹی ڈبیہ ۱ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۲ ڈبیہ تک ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اسکو نور اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے دینے سے بچوں میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے اتنے سے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

"دجال خزانہ لیگیا" مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات دو فینے ہیں جن کی مالیت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔
اخیر میں لکھا ہے افسوس امام آخرالزماں کے آنے سے پہلے ہم لٹ گئے۔
افسوس کہ جب یہ صداقت خدا کے سچے مسیح و مہدی آخری زمانہ کے امام علیہ السلام نے ظاہر کی بائیبل میں صاف لکھا ہے اے جوج روس اور ٹوبالسک کے سردار۔ تو یہ علماء اپر کفر کے فتوے لگانے لگے اور کہتے تھے کہ یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ لیکن اب خود ہی ماننے لگے اور امام آخرالزماں کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو بجلی کی طرح پورب سے پچھم تک چمک کر دیدہ ہوں روشن بھی کر گیا اور یہ ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے ہیں یا اس سر من رائی کی غار پر مرثیہ خوانی کر رہے ہیں اور بعض مکے و مدینے کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں کاش ان کو معلوم ہوتا کہ خدا نے اپنے مامور کی پیدائش وظہور کے لئے اسی گاؤں کو پسند کیا جو حدیث کے مطابق قدہ کے نام نامی سے موسوم ہے۔ اور الحکم والعادل تھا اس نے تمام اختلافی مسائل میں ایک قول فیصل دیکر ہمیشہ کے لئے ہماری نزاعوں کو مٹا دیا۔ اب جوں جوں ان کو ہوش آئیگا یہ مانینگے۔ وصدق ما قال اللہ

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اس قسم کے فتن ومصائب وبلیات کی خبریں پڑھ کر سر عجز ونیاز خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ کہ ہم ایسی محسن وعادل گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ امن وآرام سے بسر کر رہے ہیں جس کی وفاداری واطاعت کا عہد ہم اپنے امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی بعض نادان ملاں اپنے منہ سے ... بری بات نکالتے ہیں جو کبھی کفار کے منہ سے نکلتی تھی۔ اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔
چنانچہ کل اہل حدیث ۲۰۔ جمادی الثانی میں ایک شخص کا مضمون پڑھا ہے جو کہتا ہے کہ "ایک دیہاتی مقام کے مرزا صاحب کو نبی مان لیں؟" گویا آپ کے خیال مبارک میں نبی کے لئے شہری ہونا ضروری ہے۔ اور یہ آیت قرآن مجید کی بھول گئے۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت الآیۃ۔

دکھوں سے بھری ہوئی زندگی

جیون تت لاہور ا-س

سماج کا ارگن ہے جس کے ممبر اور پھر ان کا پیشوا اپنے قصور نظر کی وجہ سے اس حی وقیوم قادر مطلق علیم وخبیر مالک الکل۔ خالق ورازق مستجمع جمیع صفات کاملہ ذات بابرکات اللہ کا منکر ہے جس کے فیض سے دم دم کے ساتھ یہ نہایت درجہ کے ناشکرے اور احسان فراموش مستفیض ہو رہے ہیں ان کے تمام اعتراضوں کا خلاصہ میں نے قریباً تین سال سے باقاعدہ جیون تت کے لفظ لفظ کے مطالعہ سے یہی معلوم کیا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ طوفان کیوں لاتا ہے۔ طاعون کیوں بھیجتا ہے۔ آدمیوں کو کیوں مارتا ہے۔ کسی کو تکلیف ومصیبت کیوں پہنچتی ہے۔ یہ لوگ جہاں اپنا علاج حق ملکیت رکھتے ہیں وہاں تو بڑے دھوم سے کہتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے کریں کوئی ہیں روکنے والا کون۔ اور ہماری آزادی میں خلل انداز کیسا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کا پابند اور ایک طرح اپنے حکموں کی ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔ یہ بدبخت قوم ایک ڈاکٹر کو چیرتے پھاڑتے دیکھ لیں تو اس پر حسن ظن کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو امتحان میں ڈالے یا کسی قصور کی سزا دے یا اس کے کسی پوشیدہ خلق حسن کے اظہار کے لئے اس پر کوئی ابتلا لائے تو یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ظلم ظلم پکار اٹھتے ہیں۔ یہ نلوان زمیندار کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک کو مٹی میں رلا دیتا ہے اور وہ اس زمیندار کو برا نہیں کہتے۔ آخر ایک سرسبز کھیتی کی صورت میں وہ منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اگر خدا بلا میں ڈالے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں۔
حکومت کی طرف سے ہر روز کئی پھانسی چڑھتے ہیں۔ کئی قید ہوتے ہیں۔ مگر یہ اسے منصف ورحیم وعادل ماننے پر طیار ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے اگر کسی پر موت وارد ہو یا کوئی علاقہ اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ کے احکام کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو پھر اس وراء الوراء ذات کے احکام کے حکم ومصالح پر کیونکر اطلاع پا سکتے ہیں۔
الغرض ۱۵۔ جون کے جیون تت میں شری دیو بھگوان کے پرانے خطوط چھپے ہیں ایک خط کے فقرے حسب ذیل ہیں
"یہ موسم میرے لئے اس بیماری کی حالت میں ایسا ہے کہ جیسا کچھ دکھ دہی اور مصیبت کی چیز بن رہا ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ × × × اس مصیبت کے سوا جو اور کئی قسم کی الجھنیں اور کشمکش رہتی ہیں وہ الگ ہیں۔ لیکن خیر زندگی آخر کشمکش کے سبب مگر پھر بھی ان الجھنوں اور مصیبتوں کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ میرے لئے کب وہ حد پوری ہوگی اس کا زمانہ کے ساتھ پتہ لگ سکیگا"
آخری فقرے جس جلے ہوئے اور مایوس قلب کے انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں اس کا اندازہ ناظرین لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دہریہ کی زندگی کس قدر دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور کیسے رنج وغم نظارے اس کے سامنے آتے رہتے ہیں یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں ایک خدا پرست بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ مشکل سے مشکل دقتیں نہیں گھبراتا وہ خوب جانتا ہے اور اسی کو پورا اطمینان ہے کہ میرا مولا ہے جو مجھے اپنے رحم وغریب نوازی سے ایک منٹ میں ان تکالیف سے نکال سکتا ہے صرف اتنی سی بات میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سے ثبوت ہیں۔ راقم

"دجال خزانہ لے گیا" مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات و دفینے ہیں جن کی مالیت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

اخیر میں لکھا ہے "افسوس امام آخرالزماں کے آنے سے پہلے ہم لٹ گئے۔"

افسوس کہ جب یہ صداقت خدا کے سچے مسیح و مہدی آخری زمانہ کے امام علیہ السلام نے ظاہر کی بائیبل میں صاف لکھا ہے جوج روس اور ٹوبالک کے سردار۔ تو یہ علماء اپنے کفر کے فتوے لگانے لگے اور کہتے تھے کہ یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ لیکن اب خود ہی ماننے لگے اور امام آخرالزماں کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو بجلی کی طرح پورب سے پچھم تک چمک کر دیدوں روشن بھی کر گیا اور یہ ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے ہیں یا اس سرمن رائی کی غار پر مرثیہ خوانی کر رہے ہیں اور بعض مکے و مدینے کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں کاش ان کو معلوم ہوتا۔ کہ خدا نے اپنے مامور کی پیدائش وظہور کے لئے اسی گاؤں کو پسند کیا جو حدیث کے مطابق قدعہ کے نام نامی سے موسوم ہے۔ اور [illegible] عادل تھا اس نے تمام اختلافی مسائل میں [illegible] فیصل کر کے ہمیشہ کے لئے ہماری نزاع [illegible] دیا۔ اب جوں جوں ان کو ہوش آئیگا یہ [illegible] صدق ما قال۔

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اس قسم کے فتن ومصائب وبلیات کی خبریں پڑھ کر سر عجز ونیاز خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ کہ ہم ایسی محسن وعادل گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ امن وآرام سے بسر کر رہے ہیں جس کی وفاداری واطاعت کا عہد ہم اپنے امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی بعض نادان ملاں اپنے منہ سے یہی بات نکالتے ہیں جو کبھی کفار کے منہ سے نکلتی تھی۔ اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔

چنانچہ کل اہل حدیث ۲۰۔ جمادی الثانی میں ایک شخص کا مضمون پڑھا ہے جو کہتا ہے کہ "ایک دیہاتی مقام کے مرزا صاحب کو نبی مان لیں؟" گویا آپ کے خیال مبارک میں نبی کے لئے شہری ہونا ضروری ہے۔ اور یہ آیت قرآن مجید کی بھول گئے۔ لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ اهم یقسمون رحمت ربك نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجت الآیۃ۔

دکھوں سے بھری ہوئی زندگی

جیون تت لاہور آ س سماج کا ارگن ہے جس کے ممبر اور پھر ان کا پیشوا اپنے نقصور نظر کی وجہ سے اس حی وقیوم قادر مطلق علیم وخبیر مالک الکل۔ خالق ورازق مستجمع جمیع صفات کاملہ ذات بابرکات اللہ کا منکر ہے جس کے فیض سے دم بدم کے ساتھ یہ نہایت درجہ کے ناشکرے اور احسان فراموش مستفیض ہو رہے ہیں ان کے تمام اعتراضوں کا خلاصہ ہم نے قریباً تین سال سے باقاعدہ جیون تت کے لفظ لفظ کے مطالعہ سے یہی معلوم کیا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ طوفان کیوں لاتا ہے۔ طاعون کیوں بھیجتا ہے۔ آدمیوں کو کیوں مارتا ہے۔ کسی کو تکلیف ومصیبت کیوں پہنچتی ہے۔ یہ لوگ جہاں اپنا عارضی حق ملکیت رکھتے ہیں وہاں تو بڑے دھوم سے کہتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے کریں کوئی ہمیں روکنے والا کون۔ اور ہماری آزادی میں خلل انداز کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کا پابند اور ایک طرح اپنے حکموں کی ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔ یہ بدبخت قوم ایک ہل اکر کو چیرتے پھاڑتے دیکھ لیں تو اس پر حسن ظن کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو امتحان میں ڈالے یا کسی قصور کی سزا ہو یا اس کے کسی پوشیدہ خلق حسن کے اظہار کے لئے اس پر کوئی ابتلا لائے تو یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ظلم ظلم پکار اٹھتے ہیں۔ یہ لوگ ان زمیندار کو نہیں دیکھتے۔ جو ایک دانے کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور وہ اس زمیندار کو برا نہیں کہتے۔ آخر ایک سرسبز کھیتی کی صورت میں وہ منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اگر خدا بلا میں ڈالے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے ہر روز کئی پھانسی چڑھتے ہیں۔ کئی قید ہوتے ہیں۔ مگر یہ اسے منصف ورحیم وعادل ماننے پر تیار ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے اگر کسی پر موت وارد ہو یا کوئی علاقہ اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ کے احکام کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو پھر اس وراء الوراء ذات کے احکام کے حکم ومصالح پر کیونکر اطلاع پا سکتے ہیں

الغرض ۱۵۔ جون کے جیون تت میں شری دیوگرو بھگوان کے پرانے خطوط چھپے ہیں ایک خط کے فقرے حسب ذیل ہیں

"یہ موسم میرے لئے اس بیماری کی حالت میں خاص کر جیسا کچھ دکھ دہی اور مصیبت کی چیز بن رہا ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ × × × اس مصیبت کے سوا جو اور کئی قسم کی الجھنیں اور کشمکش رہتی ہیں وہ الگ ہیں۔ لیکن خیر زندگی آخر کشمکش کے لئے ہے گر پھر بھی ان الجھنوں اور مصیبتوں کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ میرے لئے کب وہ حد پوری ہوگی اس کا زمانہ کے ساتھ پتہ لگ سکیگا"

آخری فقرے جس جلے ہوئے اور مایوس قلب کے انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں اس کا اندازہ ناظرین لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دہریہ کی زندگی کس قدر دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور کیسے رنجدہ نظارے اس کے روبرو سامنے آتے رہتے ہیں یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں ایک خدا پرست بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ مشکل سے مشکل دقتوں میں نہیں گھبراتا وہ خوب جانتا ہے اور اس کو پورا اطمینان ہے کہ میرا مولا ہے جو مجھے اپنے رحم وغریب نوازی سے ایک منٹ میں ان تکالیف سے نکال سکتا ہے صرف اتنی سی بات میں غور کریں تو ان کے لئے بہت سے بشارت ہیں۔ (اکمل)

تحدیث نعمۃ بزبان ناصر

اعلیحضرت قبلہ میر **ناصر نواب** صاحب کا ایک مضمون جو گویا **تزک ناصر** کا ایک اجمالی بیان ہے، الحکم میں چھاپنے کی **عزت** مجھے حاصل ہوتی ہے حضرت **میر ناصر نواب** صاحب مدظلہ العالی کا **نام نامی** اس امر سے مستغنی ہے کہ میں انہیں احمدی پبلک میں روشناس کراؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کاملہ سے **ناصر نواب** کے نام کو **ابدی زندگی** عطا فرما دی ہے۔ اور فنا کا ہاتھ اس نام پر اپنا قلم نہیں چلا سکتا۔ **میر ناصر** انسان ہے خدا کی ایک ممتاز مخلوق ہے وہ اپنے وقت پر (واللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے۔) اس دُنیا سے جانیوالا ہے مگر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے **مخاطب** و **موعود** مہدی و مسیح سے اسکا جو **پیوند** ہے اس نے اس کو **زندہ جاوید** کر دیا ہے۔ اگر **مسیح و مہدی** بقائے دوام اور حیات **ابدی** کا تاج پہن چکا ہے۔ اور یقیناً پہن چکا ہے تو **ناصر نواب** اس کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جو **ام المومنین** کا باپ ہو اور جس کے نسب اور اعزاز کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے تعریف کی ہو دنیا کے کسی انسان اور سفیہ کی ناقدرشناسی اس کی **شان بلند** کو گرا نہیں سکتی۔ ناصر زبان حال سے ایسے کہہ سکتا ہے ؎

منوبے دفتر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب ہے تہ ہو کم میرا

میں حضرت میر **ناصر نواب** کی اس تزک کے حال کو اس لئے درج نہیں کرتا کہ میں اسے اپنا ایک **مخدوم و محسن** آقا سمجھتا ہوں اور اس کے خاندان کا کمین ادنیٰ چاکر ہونے کی **قابل ناز** عزت رکھتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس بیان ناصر میں حقائق ہیں اس کی **متوکلانہ زندگی** اور الٰہی دستگیری کے اعجازی کرشمے ہیں جن سے متاثر ہوئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا اور جن کو پڑھ کر **اللہ تعالیٰ** اور اس کے **رسول** پر ایک عارفانہ **ایمان** پیدا ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ **حقیقی ایثار نفس** اور **قربانی** اس کا نام ہے جو اس **ممتاز** اور **مخدوم قوم** بزرگ نے کی ہے اس کو بہ لحاظ اس رشتہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے یہ عزت حاصل ہو مگر وہ قوم کے ضعیف مہاجرین کے لئے در بدر اور کو بکو پھر کر چندہ جمع کرے۔ اس کے سفر نہ آرام دہ ریلوے کے درجوں میں ہوں نہ اس میں کوئی نمائش اور تعلّی ہو۔ بلکہ نہایت سادگی سے فی الواقعہ ایک ضعیف و غریب کی طرح لمبا سفر کرکے ہزاروں روپیہ **نوع انسان** کے فائدہ کے لئے جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کو **نافع الناس** بنایا ہے۔ اس کی **اولاد بھی نافع الناس** ہو۔ ایسا پاک وجود خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نشان ہے۔

میری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری اولاد کو اور ہر احمدی کو حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اطاعت اور وفاداری میں **خاندان ناصر** کی چاکری میں سچے مسلمان کی طرح وفات دے۔ میں اب اس پر زیادہ نہیں لکھتا۔ ناصر کا اپنا بیان درج کر دیتا ہوں خدا کرے کہ وہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو آمین (ایڈیٹر)

اے دوستو ناصر کی کہانی سن لو
ہے اس پہ خدا کی مہربانی سن لو
ہر چیز کو ہے موت و تغیر ورنش
مولا کی ہے ذات جاودانی سن لو

زمانہ بھی عجب چیز ہے۔ ایک زمانہ تھا میں نہ تھا پھر ایک زمانہ آیا کہ میں پیدا ہوا۔ اور دلی شہر میں جنم لیا خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کے گھرانے میں پیدا ہو کر نشوونما پایا۔ اور ان کی بارہ دری میں کھیل کود کر بڑا ہوا۔ ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا ماں باپ کے سایہ میں پرورش پا رہا تھا کوئی فکر و اندیشہ دامنگیر نہ تھا کہ ناگہاں میرے حال میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی جس کا بظاہر کسیکو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اتفاقاً میرے والد ماجد کسی کام کے لئے بنارس تشریف لے گئے۔ اور شاہ آباد آرہ میں ہیضہ سے ان کا انتقال ہو گیا اور میں مع اپنی دو ہمشیرہ کے یتیم رہ گیا اور میری والدہ حالت جوانی میں بیوہ رہ گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سامان معیشت بظاہر کچھ نہ رہا فقط **اللہ** ہی کا آسرا تھا دادا صاحب اگرچہ موجود تھے مگر وہ اسی سالہ ضعیف تھے اور کچھ جائداد بھی نہ رکھتے تھے اور جو جائداد تھی وہ ہمارے خاندان سے جا چکی تھی اور مفلس محض ہو گئے تھے۔ اسپر ظاہر آراستہ رکھنا بھی ضروری تھا ایک سوتیلے بھائی صاحب کچھ آسودہ حال تھے انہوں نے توجہ نہ فرمائی کیونکہ عرب کا خون پھیکا پڑ گیا تھا۔ نانا صاحب نے کفالت اختیار کی اور ماموں صاحب نے ہم سبکا بوجھ اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے آمین یتیمی کے صدمات سے ہنوز مخلصی نہوئی تھی اور بے پدری کا غم نہ بھولا تھا کہ یکایک دنیا میں ایک اور سخت تبدیلی پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ تخت سے تختۂ زمین پر گر پڑے۔ اور اہل وطن پر ایک تازہ بلا نازل ہوئی۔ یعنی ۱۸۵۷ء غدر تشریف لے آیا۔ انگریزی فوج نے کسی جھگڑے پر سرکار سے بغاوت اختیار کی۔ اور ہندوستان کی فوجوں میں عام سرکشی پھیل گئی اور جابجا سے فوجیں فساد کرکے دلی میں آکر جمع ہو گئیں انگریزوں نے بقیہ فوجوں کو جمع کیا اور گورہ فوج کو اطراف سے اکٹھا کرکے وہ بھی برگشتہ فوج کے تعاقب میں دلی میں پہنچے اور دلی کا محاصرہ کر لیا۔ دلی کے لوگ حیران و پریشان یہ ناگہانی تماشہ جبراً قہراً دیکھتے رہے مگر کسی کو اس قدر دسترس نہ تھی کہ اس آتش فساد کو

فرو کرنا - پوربئے شہر پر مسلط تھے - اور برائے نام بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھا تھا - ایک اندھیر پڑا ہوا تھا اور ہر شخص کو اپنی جان و مال کا دغدغہ لگا رہتا تھا - دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہو گیا تھا - جوں جوں محاصرہ تنگ ہوتا جاتا تھا توں توں شہر کی آفت بڑھتی جاتی تھی شہر پر اس قدر گولے پڑتے تھے کہ فصیل اور اس کے متصل مکانات چھلنی ہو گئے تھے - بعض لوگ گولوں سے ہلاک بھی ہوتے جاتے تھے

چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلی انگریزوں نے فتح کر لی - اور باغی فوج وہاں سے بھاگ گئی - دلی والوں کی شامت آئی - کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا - نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا - فتحمندوں نے شہر کو برباد کر دیا اور فتح کے شکریہ میں لاکھوں آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا - مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی - چھوٹا بڑا - ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا - سوائے چوڑھے چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا - ایک طوفان تھا کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا - غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا - شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے اور قتل کئے گئے یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جنکو اٹھا سکے ہمراہ لے لیں - میری والدہ صاحبہ نے اللہ اُن کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے اُٹھا لیا - شہر سے نکلکر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے ۱۱ میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے جا پہنچا وہاں پہنچکر ایک [illegible] حویلی میں آرام سے بیٹھے تھے کہ دیکھنے ایک اور نقشہ بدلا یکایک ہارسن صاحب افسر رسالہ مع مختصر رسالہ کے قضا کی طرح ہمارے سر پر آ پہنچے - اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑہ ماری اور جس کو گولی نہ لگی اس کو تلوار سے قتل کیا - یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے پھر حکم ہوا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ - حکم حاکم مرگ مفاجات - ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے - لیکن بسبب رات کے اندھیرے اور سخت [illegible] کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے صبح کو معلوم ہوا کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں - ایک کوس بھی سفر طے نہیں ہوا - صبحکو نظام الدین اولیاء کی بستی میں پہنچے اور وہاں رہکر چند روز اپنے مقتولوں کو روتے رہے - زیادہ دقت یہ پیش آئی کہ اب بعض کے پاس کچھ کھانے کو بھی نہ رہا تھا - کہ ناگہاں رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی ایک میرے ماموں صاحب محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے ان کا کنبہ ہم سے پہلے پانی پت میں پہنچ چکا تھا - جب ان کو ہماری پریشانی کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو چند چھکڑے دیکر ہمارے لینے کے لئے بھیجا وہ ہم سب کو ان چھکڑوں پر بٹھا کر پانی پت لے گئے وہاں پر پہنچکر ذرا ہمیں آرام و اطمینان ملا یعنی ہمارے حال میں ایک اور تغیر و تبدل ہوا - ڈھائی برس ہم وہاں رہے پانی پت کے لوگوں نے دلی کے برباد شدہ لوگوں سے نیک سلوک کیا اور ان کو اپنے ہاں جگہ دی - ان کے لئے سامان آرام مہیا کیا - اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور اُن کی اولاد پر رحم فرماوے - ڈھائی سال کے بعد پھر دلی آباد ہوئی - اور تمام بیوطنوں کو ان کے وطن میں آباد ہونے کی اجازت مل گئی اہل دلی چاروں طرف سے آکر آباد ہونے لگے میرا کنبہ بھی دلی میں آکر اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوا - بجز گھروں کی چار دیواری کے اور سب کچھ لٹ چکا تھا - یہانتک کہ ہمارے گھروں کے کواڑ بھی لوگ اتار کر لے گئے تھے - صرف چوکھٹیں باقی رہ گئیں تھیں جو دب دبائے اور تنگ بدلا - اس وقت میری عمر بارہ سال کی ہو چکی تھی پس حسب میری عالی حوصلہ ماں نے میری بہتری اور تعلیم کے لئے مجھے میرے ماموں میر ناصر حسین صاحب کے پاس ملک پنجاب میں بمقام مادھوپور ضلع گورداسپور بھیجدیا تین چار سال تک میں اپنے ماموں صاحب کے پاس مادھوپور میں رہا - مگر میری کوتاہی کے باعث کوئی علم مجھے حاصل نہوا - اور میں نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے مشورہ سے انگریزی پڑھنے سے انکار کر دیا - ہاں یہ فائدہ مجھے ہوا کہ میرے بزرگ بدعتی تھے میں اہل حدیث بن گیا اور خاندان شاہ ولی اللہ صاحب سے مجھے محبت ہو گئی - یہ بھی مذہبی تبدیلی مجھمیں خدا کے فضل سے پیدا ہوئی ورنہ بظاہر اس کی کوئی صورت نہ تھی - کیونکہ میرے ماموں صاحب [illegible] المعروف مکان شریف کے مرید تھے - اور ہمارا اصلی خاندان یعنی خواجہ میر درد صاحب کا گھرانہ بھی مبتلائے بدعات ہو چکا تھا اور برائے نام حنفی المذہب کہلاتا تھا اب ایک اور عالیشان تغیر مجھمیں پیدا ہوا یعنی ۱۶ سال کی عمر میں میری فہمیدہ اور دانا اماں نے نشیب و فراز زمانہ کو مدنظر رکھ کر میری شادی ایک شریف اور سادات کے خاندان میں کر دی اور میرے پاؤں میں بخیال خود ایک بیڑی پہنا دی تاکہ میں آوارہ نہوں - اس باعث سے میں بہت سی بلاؤں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہا - اور میری والدہ صاحب کی اس تجویز نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا - اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے - آمین - اس بابرکت - بیوی نے جسے [illegible] تھا مجھے بہت ہی آرام دیا - اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بیجا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا نہ مجھ کو میری طاقت سے بڑھکر تکلیف دی ؞

میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا کبھی بچوں کو کوسا نہ مارا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے - اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرماوے ہر حال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا جسکو میں نانا اُسکو

اُس نے مانا۔ جبکو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی چنانچہ عبد اللہ صاحب غزنوی سے میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب مینے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دُنیا میں کم میسر آتی ہیں۔ یہ بھی میری ایک خوش نصیبی ہے جس کا میں شکر گذار ہوں کئی لوگ بسبب دینی اور دنیوی اختلاف کے بیویوں کے ہاتھ سے تنگ پائے جاتے ہیں جو گویا کہ دُنیا میں دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ میں تو اپنی بیوی کے نیک سلوک سے دُنیا ہی میں جنت میں ہوں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک با اقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا عالیشان رتبہ بخشا ہے وہ ہمارے زمانہ کی خدیجہؓ اور عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا اس کے پیدا ہونے کے بعد میری والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی برکت سے جس جائداد کے حاصل کرنے کے لئے میرے باپ پورب جاکر وہیں رہگئے تھے ہمیں بغیر ظاہری کوشش کے پانچ ہزار روپیہ کی قیمتی جائداد حاصل ہوئی جس کی آمدنی ۶ روپے ماہوار ہے۔ جب میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی اور بیکاری کے سبب سے آوارہ پھرا تو میری خیر اندیش والدہ نے پھر میرے ماموں صاحب کے پاس لاہور میں بھیجدیا وہاں پہنچکر میں ان سے ایک سال تک تعلیم پاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پھر ماموں صاحب کی سفارش سے بعہدہ سب اورسیری امرتسر میں ملازم ہو گیا۔ اس وقت اس عاجز کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ اب میرے حال میں ایک اور تغیر پیدا ہوا۔ میں سٹھیالی اور کاہنووان میں ایک مدت تک ملازم رہا اور چند سال کے بعد کچھ عرصہ قادیان میں ٹھیرنے کا مجھے اتفاق ہوا اور حضرت مرزا صاحب سے بذریعہ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے جو میرے ماموں صاحب کے واقف تھے ملاقات ہوئی

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے۔ ہنوز وفات مسیح ناصری کا تذکرہ بالکل نہ تھا اور وہ بزعم دنیا آسمان ہی پر تشریف رکھتے تھے چند ماہ کے بعد اس عاجز کی بدلی قادیان سے لاہور کے ضلع میں ہو گئی۔ اس وقت چند روز کے لئے بندہ اپنے اہل و عیال کو حضرت مرزا صاحب کے مشورہ سے ان کے دولت خانہ چھوڑ گیا تھا۔ اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہو گیا تو آکر لیگیا۔ مینے اپنے گھر والوں سے سُنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے۔ اس قدر اُن کو میری عزت کا خیال تھا وہ بھی عجب وقت تھا۔ حضرت صاحب گوشہ نشین تھے عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ لالہ شرمپت اور ملاوا مل کبھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے کشف اور الہام سُنا کرتے تھے۔ بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورے ہونے کے گواہ بھی ہیں۔ اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے اس کے بعد قوم کے دباؤ میں آکر حضرت صاحب سے جُدا ہو گئے۔ اور یہ دونوں جب حضرت صاحب کا نکاح دلی میں میرے ہاں ہوا تھا تب بھی ساتھ گئے تھے۔ اسوقت یہ مصدق تھے پیچھے مکذب بنے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی شہرت بالکل نہیں تھی۔ کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کسی دن مسیح موعود و مہدی مسعود بنینگے۔ اور تمام جہان میں ان کی شہرت ہو جاویگی۔ اور ان کے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ حاضر ہونگے۔ اور ان کو ملک ملک سے تحفے پہنچینگے۔ چند سال کے بعد مجھے خبر ملی کہ براہین احمدیہ مرزا صاحب نے چھپوا کر شائع فرما دی ہے۔ بندہ نے بھی ایک نسخہ خریدا پھر عاجز نے چند امور کے لئے حضرت مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دُعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرماوے۔ اس کے جواب میں مجھے حضرت

مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا ہونے کی برابر ہے۔ اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تمکو سادات کے عالیشان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا۔ اور اس نکاح میں برکت ہو گی اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤنگا۔ تمہیں کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے بالفظ یاد نہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھپر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کر نہیں جلدی نہ کریں مجھکو یہ نہیں لکھا تھا کہ تمہارے ہاں یا دلی میں نکاح ہونیکا مجھے الہام ہوا ہے۔ لیکن بعض اپنے احباب کو اس سے بھی مطلع فرمایا کہ دلی میں سادات کے خاندان میں میرا نکاح ہو گا۔ پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا مینے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اسی نیک مرد سے میں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کی عادات و اطوار بالکل نا پسند تھے۔ اور وہاں کے رسم و رواج سے سخت بیزار تھا اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ میرا مربی و محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے یہ دعا میں نے بار بار اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی آخر قبول ہوئی۔ اور مجھے ایسا بزرگ صالح۔ متقی خدا کا مسیح و مہدی نبی اللہ و رسول اللہ خاتم الخلفا اللہ تعالیٰ نے داماد عطا فرمایا جسپر لوگ رشک کریں۔ تو بجا ہے اور میں اگر اسپر فخر کروں تو کچھ بیجا ہو گا اس نکاح سے چند سال پیشتر میرے گھر میں پانچ بچوں کے مرنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو کر زندہ رہا جس کا نام محمد اسمٰعیل رکھا۔ جواب میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ میں ضلع لاہور سے تبدیل ہو کر پٹیالہ و مالیر کوٹلہ کیطرف گیا وہاں سے چند ماہ کے بعد نقشہ نویس ہو کر ملتان میں پہنچا۔ اب زمانہ نے بہت سے رنگ بدلے۔ اور میرے حال میں کئی

تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ آخر میں ملتان سے فرلو رخصت لیکر دلی پہنچا اور اپنی فرمانبردار بیوی کو لڑکی کے نکاح کے بارہ میں بہت سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ اور سوائے اپنی رفیق بیوی کے اور کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اس واسطے کہ ایسا نہو کنبہ میں شور پڑ جاوے اور میرا کیا کرایا کام بگڑ جاوے اور میری والدہ صاحبہ و دیگر اقربا بانع ہوں انجام کار ۱۸۸۵ء میں مینے حضرت مرزا صاحب کو چپکے سو بلا بھیجا اور خواجہ میر درد صاحب کی مسجد بین العصر والمغرب اپنی دختر نیک اختر کا حضرت صاحب سے گیارہ سو روپیہ مہر کے بدلے نکاح کر دیا۔ نکاح کا خطبہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے پڑھا وہ ڈولی میں بیٹھکر تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ضعف اور بڑھاپے کے باعث چل پھر نہیں سکتے تھے۔ عین موقعہ پر مینے اپنے اور اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو بلایا اس سئے وہ کچھ کر نہ سکے۔ بعض نے تو گالیاں بھی دیں اور بعض دانت پیسکر رہگئے۔ جانبین سے کوئی تکلف عمل میں نہیں آیا۔ رسم و رسوم کا نام تک نہ تھا۔ ہر ایک کام سیدھا سادھا ہوا اپنے جہیز کو صندوق میں بند کرکے کنجی مرزا صاحب کو دیدی اور لڑکی کو چپ چپاتے رخصت کر دیا۔ برخلاف اس کے ہمارے کنبہ میں لاکھ لاکھ مہر بندھا کرتا ہے اور دنیا کی ساری رسمیں جو خلاف شرع ہیں ادا کیجاتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک کہ مروجہ بدرسوم میں سے ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں ہوئی۔ یہ قصہ خصوصًا اس واسطے لکھا ہے کہ اکثر احمدی احباب نکاح کا حال پوچھا کرتے ہیں کہ تمہارے ہاں حضرت مرزا صاحب کا تعلق کیونکر ہوا۔ بار بار متفرق اصحاب کے آگے دہرانے کی اب ضرورت نہیں رہی لوگ اس تحریر کو پڑھ لینگے اسوقت میر محمد اسمعیل کی عمر تین چار سال کی تھی۔ یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بنگیا۔ چند اپنی برادری کے دنیادار آدمیوں کو چھوڑا خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین صالحین عطا فرمائے جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونگے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی درود بھیجا کرینگے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ باتیں عاجز نے بطور فخر و تکبر کے نہیں لکھیں بلکہ بطور تحدیث نعمت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربک فحدث بعد اس کے میری تبدیلی انبالہ چھاونی کو ہوگئی وہاں حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ملنے کے لئے تشریف لائے یہ پہلا شرف تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ لیکن میں نے اس کی شکر گذاری نہیں کی۔ کیونکہ میں اس نعمت کی شناخت سے نابینا تھا۔ پھر اس عاجز کی تبدیلی ایک بزرگ نے جو مجھ سے ناراض ہوگئے تھے لدھیانہ میں کرادی۔ لدھیانہ میں بھی چند بار حضرت مرزا صاحب معہ اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ و جمعہ تک لدھیانہ میں رہے ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو مسیح و مہدی مانتا تھا۔ لہذا مینے بیعت نہیں کی تھی میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے راستباز اور صاف گو بنایا ہے یہ بھی بجز اللہ تعالیٰ کے افضال میں ایک بڑا فضل ہے۔ لدھیانہ کو ایک اور بھی خصوصیت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے وہاں آکر حضرت مرزا صاحب سے ہنگامہ آرائی کی۔ اور ایک بڑا مباحثہ ہوا چونکہ محمد حسین کو آتش حسد نے جلا رکھا تھا وہ بار بار مشتعل ہو ہو جاتا تھا اور چونکہ دلائل اس کے ہاتھ میں نہیں تھے اسکو غصہ بہت آتا تھا۔ اس لئے مولوی محمد حسین صاحب کو سخت شکست ہوئی۔ اور وہ دیوانہ وار حملہ کرنیکو تھا کہ حضرت مرزا صاحب وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ لدھیانہ میں میرے ہاں بعد اور پانچ بچوں کے انتقال کے ایک اور لڑکا محمد اسحق پیدا ہوا اور بہ برکت دعائے مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ نے اسے عمر بخشی۔ محمد اسحق نام اگرچہ محمد اسمعیل کے ساتھ نسبت رکھتا تھا۔ مگر ایک سبب اس نام رکھنے کا یہ بھی ہوا جبکہ یہ عاجز لدھیانہ میں تھا اور ہنوز محمد اسحق حمل میں تھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی لدھیانہ میں آئے۔ میں انکی ملاقات کے لئے محمد اسمعیل کو لیگیا۔ کیونکہ ہنوز ہم میں اور اہل حدیث میں سخت تفرقہ نہیں پڑا تھا۔ اور وہ ہمارے سخت دشمن نہیں بنے تھے۔ نیز مولوی نذیر حسین صاحب میرے استاد بھی تھے اور دلی کے اہل حدیث کے سرگروہ تب مولوی نذیر حسین صاحب نے محمد اسمعیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہا کہ ؎

برائے کردن تنبیہ فساق
دوبارہ آمد اسمعیل و اسحٰق

جب اسحٰق پیدا ہوا تو میں نے محمد اسحاق نام رکھا۔ لدھیانہ سے ایکدفعہ میری تبدیلی پٹیالہ میں ہوئی۔ وہاں سے میں قادیان میں بتقریب جلسہ جو پہلی دفعہ قادیان ہوا تھا گیا۔ اس مرتبہ حضرت صاحب کی سچائی مجھ پر کھلی اور میں نے حضرت مرزا صاحب کو امام اور مسیح تسلیم کرکے ان سے بیعت کر لی۔ بعض باتیں ایسی ہیں کہ بالترتیب نہیں یاد آئیں۔ وہ متفرق طور پر لکھتا ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب کے ہاں پہلی دفعہ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام عصمت بیگم رکھا گیا تھا وہ چند سالہ ہوکر لدھیانہ میں انتقال کر گئی تھی۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکو بشیر اول کہتے ہیں۔ اس لڑکے اور لڑکی کی پیدائش اور موت پر بھی لوگوں نے شور مچایا تھا۔ لڑکی کی پیدائش سے پہلے حضرت صاحب نے اشتہار دیا کہ میرے ہاں ایک عالیشان لڑکا ہوگا۔ مگر یہ نہیں تحریر فرمایا تھا کہ وہ اسی حمل سے ہوگا۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تھی تو مخالفین نے عجب فضول اعتراضات رکھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی معاذ اللہ غلط نکلی۔ لیکن وہ خود غلطی پر تھے جب بشیر اول پیدا ہوا تو یہ عاجز انبالہ میں تھا۔ اس کے عقیقہ پر انبالہ سے چلا تو بٹالہ میں آکر دیکھا کہ سخت طوفان باراں بپا ہے۔ اور راہ قادیان ناقابل گذر بنگیا ہے تاہم میں نے ایک چھکڑ کرایہ کی اور اسی طوفان میں روانہ ہوکر شام کے

قریب قادیان کے قریب پہنچا۔ یہانتک کہ اس قدر قریب ہوگیا کہ قادیان نظر آنے لگا۔ مگر رستہ میں پانی اس قدر تھا کہ راہ ناقابل گذر تھا۔ اندیشہ تھا کہ کسی گڑھے میں گر کر ڈوب نہ جاؤں۔ لہذا بناچاری واپس ہوکر ایک گاؤں میں رات کو زمین پر پڑا رہا۔ صبح کو بھی کوئی صورت قادیان پہنچنے کی نظر نہ آئی کیونکہ بارش بند نہ ہوئی تھی لہذا واپس چلا گیا یہ قصہ بھی عجیب تھا۔ اس لئے تحریر کردیا ایک مرتبہ میں انبالہ میں تھا کہ حضرت صاحب کا تار گیا کہ وہ جان بہ لب ہیں فوراً آؤ۔ فوراً میں قادیان میں پہنچا لیکن آکر دیکھا تو آرام ہوچکا۔ اور حضرت صاحب اچھی حالت میں تھے ان دنوں میں جب میں آیا کرتا تھا تو حضرت صاحب مجھے رخصت کرنے بھی جایا کرتے تھے ان دنوں میں زیادہ مہمان نہیں آتے جاتے تھے۔ پٹیالہ سے پھر لدھیانہ میں میری تبدیلی ہوگئی۔ اور وہاں سے مکرر پٹیالہ میں گیا اسوقت حضرت صاحب دلّی میں تشریف لے گئے۔ اور دلی کے مولویوں کو اپنے مامور ہونے اور وفات مسیح کے معاملہ میں تبلیغ فرمائی۔ خصوصاً مولوی نذیرحسین صاحب سرگروہ اہل حدیث کو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ سادہ مزاج تھے۔ شاگردوں کو ڈر ہوا کہ کہیں حق ان کے منہ سے نکل جائے اس لئے ان کو مرزا صاحب کے روبرو ہونے نہ دیا اور چالاکیوں سے کام لیتے رہے اور چاہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ذلیل کرکے دلی سے نکالدیں لیکن خود ہی ذلیل ہوئے اور ان کی سخت پردہ دری ہوئی۔ بہت مشکل سے مولوی نذیر حسین صاحب جامع مسجد میں پانچہزار آدمیوں کے مجمع میں تشریف لائے۔ جہاں مرزا صاحب معہ چند رفقاء کے درمیانی دروازہ میں شیر کی طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب باوجود پانچ ہزار مددگاروں اور اسقدر کثیر یاروں کے بھی مرزا صاحب کے مقابل میں نہیں آئے۔ بلکہ مسجد کے ایک گوشہ میں چھپے بیٹھے رہے اور ٹالمٹولا کو سپر بنایا اور گفتگو تک ان کے شاگردوں نے نوبت نہ آنے دی۔ انجام کار سرکاری افسروں نے مجمع کو مباحثہ سے مایوس ہوکر منتشر کردیا۔ اور حضرت

مرزا صاحب کو بحفاظت ان کے ڈیرہ پر پہنچادیا اس عرصہ میں دلّی کے لوگوں نے اپنی شرافت کا خوب نمونہ دکھایا اور کوئی بھی بھلا مانس وہاں نظر نہ آیا۔ وہ شہر جو علماء فضلاء اور حکماء کا منبع اور مرکز تھا معلوم ہوتا تھا کہ مرکز و منبع بہائم ہے۔ یا درندوں کا ایک جنگل ہے اور یہ مثل مشہور اسپر صادق آتی تھی "مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب" آخر حضرت مرزا صاحب ان لوگوں سے مایوس ہوکر پٹیالہ میں تشریف لائے جہاں یہ عاجز ملازم اور مقیم تھا وہاں بھی نیم ملاؤں نے حضرت صاحب سے بہت شرارت کی اور کم بختی کی دادی اور کچھ فائدہ مرتب نہوا۔ ناچار حضرت صاحب قادیان واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی قدرت پٹیالہ سے میری تبدیلی فیروزپور میں ہوگئی کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب معہ اہل وعیال ہم سے ملنے کے لئے فیروزپور میں تشریف لے گئے احباب بھی آپ کے ساتھ تھے ایک ماہ تک ہمارے ہاں رہے اسوقت میاں محمود چھوٹے بچے تھے اور میاں بشیر تو گود ہی میں شیر خوار تھے۔ اس وقت کچھ عرصہ گذر چکا تھا جبکہ بمقام امرتسر حضرت صاحب میں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم میں دین اسلام کی صداقت اور موجودہ مذہب عیسائی کی صداقت کی بابت گفتگو ہوچکی تھی اور پندرہ روز تک یہ مباحثہ رہا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنا ایک الہام سنا کر اس مباحثہ کو ختم کیا تھا۔ الفاظ الہام مجھے یاد نہیں قریباً الہام یہ تھا کہ چونکہ ہمارے پندرہ روز اس مباحثہ میں گذرے ہیں اس لئے پندرہ ماہ تک اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے میں جھوٹوں کو ذلیل کرونگا۔ اور اسکو ہاویہ میں گرادونگا۔ بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کریں اگر حق کی طرف رجوع کریں تو عذاب سے محفوظ رہیں۔ اور سچوں کو عزت دونگا وغیرہ اس الہام کے دو پہلو تھے۔ ایک عذاب کا اور ایک رجوع کا۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم اس وقت ڈر گیا اور اس الہام سے سخت متاثر ہوا۔ اور اس قدر ڈرا کہ امرتسر سے بھاگ گیا۔ فیروزپور میں جاکر اپنے داماد سیادر اس کے مکان پر رہا پھر بھی سخت خوفناک تھا۔ اور نہایت ڈرتا رہتا تھا۔ اسے پریشان

خوابیں آتیں اور ہر دم اسے اپنی موت پیش نظر رہتی تھی۔ اس کی کوٹھی کے پاس ایکدفعہ بندوق کی آواز خدا جانے اصلی تھی یا وہمی اس نے اور اس کے معاونین نے سنی اور خیال کیا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام پورا کرنے کے لئے مجھ پر کچھ لوگ مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ مجھے ہلاک کردیں پھر سوچا کہ یہاں محکمہ نہر میں ان کے خسر میر ناصر نواب نقشہ نویس ہیں۔ شاید انہیں کی وساطت سے یہ کام انجام پذیر ہو لہذا ان کو یہاں سے نکالنا چاہئے واللہ اعلم کسیطرح میری تبدیلی فیروزپور سے ہوتی مردان کی ہوئی یا کرائی گئی یہ بھی ایک تغیر تھا جو مجھ پر وارد ہوا لیکن اس کے ایک ہی پہلو پر ہر ایک شخص نے خیال دوڑایا دوسری طرف کو فراموش کردیا۔ بالکل ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کا خیال بلا استثنا دلوں میں پکالیا۔ آخر کا پہلا پہلو غلط نکلا یعنی وہ مرا نہیں بلکہ رجوع والا پہلو درست ثابت ہوا۔ لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مطلع نہیں کیا اور حضرت صاحب نے لوگوں کو بذریعہ اشتہارات اطلاع نہیں دی ملک میں ایک تلاطم بپا ہوگیا اور ہماری جماعت کے اکثر اشخاص مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور آفت میں پھنس گئے۔ میں چونکہ مردان میں نیا گیا ہوا تھا اور وہاں کے لوگوں سے میری ملاقات زیادہ نہیں تھی میں اس ابتلا کے وقت محفوظ رہا ؀

اب ایک اور تبدیلی میرے حال میں واقع ہوئی۔ مردان میں میرا دل نہیں لگتا تھا نہایت پریشانی کیحالت میں چند ماہ میں نے وہاں گذارے۔ آخر گھبرا کر میں نے فرلو لیلی۔ اور ہنوز فرلو ختم نہیں ہوئی تھی کہ میری پنشن منظور ہوگئی اور میں قادیان میں ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا۔ میں جس وقت قادیان میں آیا تھا وہ زمانہ تھا کہ جب شریف احمد پیدا ہوئے تھے۔ محمد اسمعیل کو اس وقت لاہور میں تعلیم کے لئے بھیجا گیا وہ لاہور میں تعلیم پاتے رہے ایف اے پاس کرنے کے بعد اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہوئے اور پانچ برس کے بعد امتحان پاس کرکے اول رہنے کے سبب سے ہوس سرجن بنے اور اب اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز اور ممتاز ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

یہ سب حضرت صاحب کی دعاؤں کی برکت ہے۔

جن کے مجھ پر اور میرے متعلقین پر بے انتہا کرم تھے محمد اسحٰق کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اور لاغر بیمار رہا کرتا تھا۔ مدرسہ میں تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ اسے اکثر بخار رہنے لگا میں نے سمجھا کہ اگر تعلیم جاری رہی تو یہ بچہ ہلاک ہو جاویگا اس لئے مدرسہ سے اُٹھا لیا۔ تھوڑا عربی کا سبق مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے جاری رکھا۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا انتقال ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلیم شروع کی۔ اور چند سال بعد مولوی کا امتحان دیا اور اول نمبر پر پاس ہوا۔ پھر گزشتہ سال میں مولوی فاضل کا امتحان دیکر پاس کیا اور اب مدرسہ احمدیہ میں معلم ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دن پروفیسر ہو گا۔ الحمد للہ علی ذالک

بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں مشغول ہو گیا گویا کہ میں ان کا پرائیوٹ سکرٹری تھا خدمتگار تھا۔ انجینئر تھا۔ مالی تھا۔ زمین کا مختار تھا۔ معاملہ وصول کیا کرتا تھا میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر محمد اسمعیل وہ ڈاکٹر ہو گا۔ محمد اسحٰق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپنے پہلے ہی فرمایا تھا کہ یہ مریگا نہیں۔ ایکدفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہو گئیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا میں نے جب آپکو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جاکر دعا شروع کر دی جسکا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایکدفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے وہاں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم مولوی نورالدین صاحب کو تار دیا کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمادی اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتداء میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپکو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپکا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپنے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہانتک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شہر لشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگاہ سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آپہنچی اور اس نے ہمیں ان شریروں کے دست تظلم سے بچاکر بحفاظت تمام ریلوے سٹیشن تک پہنچا دیا۔ ہم سرکار دولتمدار انگریزی کے نہایت شکر گذار ہیں جس نے ہمیں امن دیا اور ہمارے کینہ ور دشمنوں سے ہمیں بچالیا۔ ہم اسی رات کو حضرت صاحب کا جنازہ لیکر قادیان آپہنچے یہ جاں گداز حادثہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا ہے ۲۷ کو قادیان میں پہنچکر قبل از دفن ہم سب نے مولوی نورالدین کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اس کے بعد آپ کا لقب خلیفۃ المسیح مقرر ہوا۔ اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا۔ کیونکہ وہ کام دینے والا ہی نہ رہا۔ دُنیا سے اُٹھ گیا۔ میر صاحب میر صاحب کی صدائیں اب مدہم پڑ گئیں۔ بلکہ کئی اور میر صاحب پیدا ہو گئے شکر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا غرور مجھ سے دور ہوا اور نازیبا رہا کیونکہ کوئی ناز بردار نہ رہا۔ حضرت صاحب کی جدائی کے غم اور آپ کے سلسلہ کے کاموں سے سبکدوشی نے مجھے پریشان کر دیا اسی پریشانی میں اس عاجز نے ضعفاء قادیان کی حالت کو بیکسی کے عالم میں پاکر ان کی خدمت کیلئے مستعد ہو گیا اور تمام جماعت میں پھر کر مسجد نور بامرداد ہسپتال مردانہ و زنانہ اور دارالضعفاء کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ مسجد تو ایک سال سے زیادہ گذرا کہ طیار ہو گئی ہے اور ہسپتال کے واسطے دو سال گذر چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کے پاس تین ہزار روپیہ جمع کرا دیا ہے اب ہسپتال کا بنانا یا نہ بنانا مولوی صاحب موصوف کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہینگے بنائینگے میرے اختیار سے یہ بات باہر ہے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد بنا دینگے۔ تین ہزار روپیہ دارالضعفاء کے واسطے اسوقت میرے پاس جمع ہے جس سے دس مکان بعد برسات انشاء اللہ تعالیٰ بنائے جائینگے۔ اور دس دیگر جب اور روپیہ جمع ہو جائیگا تو تعمیر ہونگے کیونکہ بیس مکانوں کی جگہ نواب محمد علی خانصاحب نے حضرت صاحب کے باغ کے پاس عطا فرمائی ہے۔ ہائے دنیا تیری عجیب کرشمے ہیں میں نے اس تھوڑے سے زمانہ میں ترقیاں بھی دیکھیں تنزل بھی ملاحظہ کئے لیکن میرے مولا نے جسقدر فضل مجھ پر کئے اس کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس میرے محسن نے مجھے انسان بنایا۔ مسلمان بنایا۔ عالی نسب بنایا اپنے پیارے ابراہیم و اسمعیل اور اپنی نیک اور صابرہ ہاجرہ کی نسل میں پیدا کیا۔ پھر اپنے بندے رسول مقبول